RS 15.00

مظہر العقائد

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ایم۔اے؛ پی۔ایچ۔ڈی

ادارۂ مسعودیہ
۲/۶، ۵۔ای، ناظم آباد۔کراچی، (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دینی امور پر لاجواب کتاب

مظہر العقائد

مؤلف

مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز

شاہی امام مسجد جامع فتحپوری۔ دہلی

مع اضافاتِ جدیدہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مجددی مظہری

ایم اے گولڈ میڈلسٹ، پی ایچ ڈی

ناشر

ادارۂ مسعودیہ ۲/۶۔۵۔ای، ناظم آباد۔ کراچی، (سندھ)
اسلامی جمہوریہ پاکستان، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء

Marfat.com

نام کتاب ——— مظہر العقائد
مصنف ——— مفتی اعظم محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ
مرتب و مصحح ——— پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد
ناشر ——— اِدارہ مسعودیہ
ضخامت ——— ۸۸ صفحات
تعداد ——— تین ہزار
اشاعت ششم ——— ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء کراچی

ملنے کے پتے

ادارہ مسعودیہ :۔ ۲/۶ — ۵ ای ناظم آباد - کراچی
مظہری پبلیکیشنز :۔ A/۶۰۲۶ بی - آئی - بی کالونی کراچی فون ۴۹۴۰۵۳۱
المختار پبلیکیشنز :۔ ۲۵ جاپان مینشن رضا چوک (ریگل) صدر کراچی
مکتبہ رضویہ ——— آرام باغ روڈ، کراچی
مکتبہ غوثیہ :۔ سبزی منڈی کراچی فون نمبر ۴۹۴۳۳۶۸
ادارہ مسعودیہ ——— بسمینٹ ۱۱ نشتر روڈ لاہور
مکتبہ قادریہ :۔ جامع نظامیہ رضویہ اندرونِ لوہاری گیٹ - لاہور

Marfat.com

فہرست

حیات مظہری	۴
ابتدائیہ	۹
مذہب	۱۱
عقیدہ	۱۴
اللہ	۲۱
ملایکہ و اجنہ	۳۳
کتب آسمانی	۳۵
انبیاء و رسل	۴۲
حشر و نشر	۵۲
ارکان و احکام	۵۹
ایمان و یقین	۶۴
اہل بیت و اصحاب	۶۸
مجتہدین' اولیاء و علماء	۸۱

Marfat.com

باسمہ تعالیٰ

حیات مظہری

شیخ الاسلام مفتی اعظم حضرت شاہ محمد مظہراللہ دہلوی علیہ الرحمہ پاک و ہند کے جلیل القدر عالم و عارف تھے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۵ر رجب المرجب ۱۳۰۳ھ/ ۱۸۸۶ء کو دہلی میں ہوئی۔ علماء عصر سے تحصیل علوم عقلیہ و نقلیہ فرمائی۔ تقریباً ۱۸۹۸ء/ ۱۳۱۶ھ میں صاحب تفسیر صادقی حضرت سید صادق علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے۔ حضرت ممدوح کو سند حدیث مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے جد امجد صاحب فتاویٰ مسعودی حضرت فقیہ النفس شاہ محمد مسعود محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (م۔۱۳۰۹ھ/۱۸۹۲ء) سے حاصل تھی اور سند اجازت و خلافت اپنے والد ماجد صاحب مرائۃ محققین حضرت سید امام علی شاہ مکان شریفی علیہ الرحمہ (م۔۱۲۸۲ھ/۱۸۶۶ء) سے۔ آپ جس پر لطف کی نظر فرما دیتے اس کو ماسوا اللہ سے بے نیاز کر دیتے۔ حضرت سید امام علی شاہ علیہ الرحمہ نے آپ کو اس خصوصی دعا سے نوازا "جو لوگ تمہارے دامن سے وابستہ ہوں ہمیشہ مقبول و مسرور ہوں۔"

حضرت مفتی اعظم کی مقبولیت و مرجعیت اسی دعا کی اجابت کی کرامت تھی۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو صاحب رسالہ رکن الدین حضرت شاہ رکن الدین الوری علیہ الرحمہ (م۔۱۳۵۵ھ/۱۹۳۶ء) سے چاروں سلسلوں میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔ حضرت موصوف بڑے پائے کے بزرگ تھے۔ آپ کے فیضان نظر سے سینکڑوں کفار و مشرکین مشرف باسلام ہوئے۔ موصوف ہی کے صاحب زادے اور جانشین حضرت علامہ مفتی محمد محمود احمد الوری علیہ الرحمہ (م۔۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء) سے حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ابن مفتی اعظم علیہ الرحمہ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔

Marfat.com

حضرت مفتی اعظم کے جد امجد حضرت فقیہ النفس مفتی محمد مسعود شاہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ جلیل القدر عالم و مفتی، عظیم المرتبت عارف و سجادہ نشین اور مسجد جامع فتحپوری دہلی کے شاہی امام و خطیب تھے۔ ان تینوں منصبوں پر حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ نصف صدی سے زیادہ عرصے فائز رہے اور مخلوق الٰہی آپ کے علمی و روحانی فیض سے بہرہ ور ہوتی رہی۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی تقویٰ شعاری اور حق گویائی کے موافق و مخالف سب قائل تھے آپ نے ہمیشہ عزیمت پر عمل فرمایا۔ آپ اہل سنت کے عظیم پیشوا تھے۔ علماء و مشائخ اہل سنت آپ کی خدمت میں عقیدت مندانہ حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی ذات گرامی سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نمونہ تھی:۔

- نماز میں حضوری قلب اور محویت کا یہ عالم تھا کہ تیس پینتیس سال کے عرصے میں کبھی نماز باجماعت کی امامت کرتے ہوئے سجدہ سہو نہیں فرمایا۔
- چودہ برس سے وصال تک تقریباً ستر برس نماز تہجد ادا فرمائی۔
- عمر شریف کے آخری حصہ میں جبکہ سن شریف اسی سال سے متجاوز تھا رمضان المبارک کے نہ صرف پورے روزے رکھے بلکہ نماز تراویح کھڑے ہو کر ادا فرماتے تھے۔
- حضرت علیہ الرحمہ کے یومیہ معمولات کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا تھا اور اختتام نماز عشاء کے بعد کتابوں کے مطالعہ کے ساتھ ہوتا تھا گویا کوئی لمحہ اپنے مولا کی یاد سے خالی نہیں ہوتا تھا۔
- حضرت مفتی اعظم کی بے شمار کرامتیں منظر عام پر آئیں لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت اتباع نبوی سنت صلی اللہ علیہ وسلم تھی ع

کافی ہے بس اک نسبت سلطان مدینہ

- حضرت مفتی اعظم اپنے مریدین و معتقدین کی تربیت کا خاص خیال فرماتے تھے چنانچہ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں "جو کام کرو محض اللہ کے لئے کرو تو تمہارا کھانا پینا، بیوی بچوں کے ساتھ مشغولی سب ثواب ہی ثواب ہو گی گناہ کا اس میں شائبہ بھی نہ ہو گا۔"

Marfat.com

حضرت مفتی اعظم صاحب انفاس تھے آپ نے دعا فرمائی۔

درد فرقت میں ترے اس زندگی کی شام ہو
موت جب آئے تو صبح وصل کا پیغام ہو

آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ نے ۱۴ر شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۸ر نومبر ۱۹۶۶ء کی شام دہلی میں وصال فرمایا اور مسجد فتحپوری کے صحن میں آپ کو رکھا گیا جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ آج کل آپ کی مسند پر آپ کے پوتے علامہ مفتی مکرم احمد صاحب رونق افروز ہیں۔ موصوف کو دوسرے مشائخ کے علاوہ حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ' مجددیہ میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔

حضرت مفتی اعظم کی کتب و رسائل کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مظہر الاخلاق	مطبوعہ دہلی ۱۹۱۲ء/۱۳۳۱ھ
(۲) ارکان دین	" ۱۹۱۲ء/۱۳۳۱ھ
(۳) مظہر العقائد	" ۱۹۱۲ء/۱۳۳۱ھ
(۴) کشف الحجاب عن مسئلۃ البناء والقباب	مطبوعہ دہلی صفر المظفر ۱۹۲۵ء/۱۳۴۴ھ
(۵) تحقیق الحق	مطبوعہ ۱۹۲۷ء/۱۳۴۶ھ
(۶) فتویٰ عصمت پناہ	مطبوعہ دہلی ۱۹۳۰ء
(۷) رسالہ در علم توقیت	مولفہ ۱۹۳۱ء/۱۳۵۰ھ
(۸) موجودہ مصائب کا واحد علاج	مطبوعہ دہلی ۱۹۳۹ء/۱۳۵۸ھ
(۹) ترجمہ و حواشی قرآن کریم	مطبوعہ دہلی ۱۹۴۲ء
(۱۰) خزینۃ الخیرات	مطبوعہ دہلی ۱۹۴۷ء/۱۳۶۷ھ
(۱۱) انتفاء المحال رویت الہلال	مطبوعہ دہلی ۱۹۵۰ء/۱۳۷۰ھ
(۱۲) فتویٰ رویت ہلال	مطبوعہ دہلی ۱۹۵۹ء/۱۳۷۸ھ
(۱۳) قصد السبیل	مطبوعہ دہلی ۱۹۵۹ء/۱۳۷۹ھ
(۱۴) مکاتب مظہری (جلد اول)	مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء
(۱۵) فتاویٰ مظہری (جلد اول' دوم)	مطبوعہ کراچی ۱۹۷۰ء

Marfat.com

(۱۶) مکاتب مظہری (جلد دوم) زیر ترتیب

(۱۷) جداول عرض البلاد و طول البلاد

(۱۸) شجرۂ طریقت مطبوعہ دہلی

آپ کے مندرجہ ذیل صاحب زادگان ہیں:-

۱۔ حضرت علامہ مفتی مظفر احمد صاحب علیہ الرحمہ (م۔۱۹۷۰ء)

۲۔ حضرت علامہ مفتی مشرف احمد صاحب علیہ الرحمہ (م۔۱۹۸۱ء)

۳۔ حضرت مولانا محمد احمد صاحب علیہ الرحمہ (م۔۱۹۷۰ء)

۴۔ حضرت مولانا منور احمد صاحب علیہ الرحمہ (م۔۱۹۴۳ء)

۵۔ حضرت مولانا منظور احمد صاحب علیہ الرحمہ (م۔۱۹۴۹ء)

اب ایک صاحب زادے حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ پاکستان میں اور دوسرے صاحب زادے حضرت مولانا ڈاکٹر محمد سعید احمد صاحب (سجادہ نشین خانقاہ حضرت خواجہ باقی اللہ) دہلی' ہندوستان میں موجود ہیں۔ صاحب زادہ موصوف کو اپنے برادر بزرگ طریقت پناہ حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ' مجددیہ میں اجازت و خلافت حاصل ہے۔

حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کے متعدد خلفاء اور سفر پاک و ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔ تفصیلات تذکرۂ مظہر مسعود (مرتبہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد) میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ پاکستان میں حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا فیض آپ کے فرزند دلبند حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے ذریعے جاری ہے۔ آپ بکثرت کتابوں کے مصنف و مولف ہیں خصوصاً سلسلہ مظہریہ کی تمام تصانیف آپ کے قلم کی مرہون منت ہیں۔ یہ آپ کے والد ماجد اور پیر طریقت حضرت مفتی اعظم قدس سرہ کی دعاؤں کا صدقہ ہے کہ آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز کی سیرت پر "سیرت حضرت مجدد الف ثانی" تالیف فرمائی اور اپنے جد امجد حضرت فقیہ الہند کے فتاویٰ کو مرتب فرمایا جیساکہ عرض کیا گیا حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ صاحب انشاء تھے۔ آپ نے اپنے فرزند دلبند کو جن دعاؤں سے نوازا بفضلہ تعالیٰ وہ پوری ہوئیں۔ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ مکتوبات شریف میں ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

☆ مولا تعالیٰ تم سے میری آنکھیں ٹھنڈی رکھے اور مخلوق کو تمہارے دینی خدمت سے بہرہ ور کرے (۱۹۴۹ء)

☆ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ المولی القوی کے حالات پر مقالہ تحریر کرنا مبارک ہو

☆ مولا تعالیٰ تمہیں تمہارے جد امجد کا مظہر بنائے (۱۱ر مئی ۱۹۶۱ء)

☆ اعلیٰ حضرت (تقیمہ السند شاہ محمد مسعود قدس سرہ) کے حالات لکھنا تم کو اہل بواطن کو مبارک ہو (۳۰ر مارچ ۱۹۶۶ء)

☆ مجھے امید ہے کہ اپنے بھائیوں سے سبقت لے جاؤ گے اور اپنے اجداد کا نمونہ ثابت ہو گے (۲۵ر فروری ۱۹۵۳ء)

الحمدللہ حضرت مفتی اعظم علیہ الرحمہ کا علمی اور روحانی فیض ان کے علمی آثار، اولاد امجاد اور خلفاء کے ذریعے آج بھی جاری و ساری ہے بلکہ وہ تو بلاواسطہ بھی فیض رساں ہیں۔

مولا تعالیٰ ان کے روحانی و علمی فیوض و برکات سے ہم سب کو مستفیض فرمائے اور متبع سنت بنائے۔ آمین! ؎

عشق ایسا دے مجھے حضرت رسول اللہ سے
ان کی ہر سنت پہ مٹ جاؤں پھروں بدراہ سے

(مظہراللہ)

محررہ
(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوۃ علی رسولہ محمد والہ اجمعین۔

ابتدائیہ

واضح ہو کہ جو باتیں دین کی اصل سے متعلق ہیں ان کو عقائد کہتے ہیں۔ اس میں اللہ کی ذات و صفات اور دوسری معلومہ باتوں کو ثابت کرنے کے متعلق گفتگو ہوتی ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ ہر انسان اپنی تحقیق سے خدا اور اس کے دین کو پہچانے اور آنکھیں بند کر کے بغیر سوچے سمجھے دین کی پیروی نہ کرے۔

خدا تعالیٰ نے ہم کو پانچ قوتیں دی ہیں۔ یعنی دیکھنے' سننے' سونگھنے' چکھنے اور چھونے کی قوتیں۔ بہت سی باتیں ان کے ذریعہ معلوم ہو جاتی ہیں لیکن بہت سی ایسی باتیں بھی ہیں جو ان قوتوں سے معلوم نہیں ہوتیں جیسے یہ بات کہ یہ دنیا ہمیشہ سے نہیں ہے تو ایسی چیزوں کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے تاکہ معلوم چیزوں کے جوڑ توڑ سے ہم نامعلوم باتیں دریافت کر لیں۔

بعض باتیں ایسی بھی ہیں جن کو نہ حواس معلوم کر سکتے ہیں اور نہ عقل' تو اس کے معلوم کرنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ پہلے ان دو ذرائع سے ایک ایسی ہستی کو معلوم کر لو جس کا جھوٹ بولنا ممکن نہ ہو اور جس کو جھوٹ بولتے کبھی کسی نے نہ دیکھا ہو پھر جو کچھ وہ بتا دے اس کو ایسا سمجھو کہ جیسا تم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہو۔ اب ایسی چیز اللہ کی ذات ہے جس کو ہم نہ حواس سے معلوم کر سکتے ہیں اور نہ عقل سے سمجھ سکتے ہیں۔ البتہ ان دو ذریعوں سے ان کے آثار اور نشانیوں کا پتہ لگا سکتے ہیں اور اس مقام پر پہنچ سکتے ہیں جہاں ذرا سی ہدایت سے منزل تک پہنچ جائیں اور یہ ہدایت اس کے رسولوں سے مل جاتی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ اپنے معجزات دے کر

Marfat.com

بھیجتا ہے' ورنہ تو ہر کس و ناکس نبوت و رسالت کا دعویٰ کر سکتا ہے۔

مثلاً ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کو دوسرے بہت سے معجزات کے علاوہ بے داغ سیرت مبارک اور قرآن کریم دے کر بھیجا۔ ایسی بے داغ سیرت کا وجود یقیناً ایک عظیم معجزہ تھا جس نے تمام اہل عرب اور بعد میں سارے عالم کو متاثر کیا اور معجزۂ قرآن نے ان کے زبان دانی کے فخر کو خاک میں ملا کر رکھ دیا اور وہ بے ساختہ بول اٹھے کہ یہ کسی انسان کا کلام نہیں' یہ تو رب کا کلام ہے جو کسی فرشتے کے ذریعے آیا ہے۔ یہ یقیناً سچا ہے کہ لانے والا بھی ایسا سچا ہے کہ اس نے کبھی دنیاوی معاملے میں بھی جھوٹ نہ بولا' پھر یہ دین کے معاملے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے؟

Marfat.com

مذہب

سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذہب کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیا یہ لوگ حق پر ہیں؟

جواب:- حقیقت میں مذہب سے اس وقت بے زاری کا اظہار کیا جاتا ہے جب مذہب کو اس صورت میں پیدا کیا جاتا ہے کہ اس کو ہماری ضرورت ہے اور ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ سچا مذہب تو وہی ہے جس کو انسان کی ضرورت نہ ہو بلکہ انسان کو اس کی ضرورت ہو۔ مشرق و مغرب کے مفکرین اور انقلابیوں کے حالات پڑھیں گے تو معلوم ہو گا کہ ان سب نے دین وحید اسلام سے استفادہ کیا ہے' اس سے اندازہ ہو گا کہ انسان کو مذہب کی کتنی ضرورت ہے اس لئے مخالفین حق پر نہیں۔

سوال:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ دہریہ جن کا کوئی مذہب نہیں نہایت کامیاب زندگی گزار رہے ہیں تو پھر مذہب کی کیا ضرورت رہی؟

جواب:- یہ خیال غلط ہے کہ دہریوں کا کوئی مذہب نہیں' دراصل مذہب ان افکار و خیالات کے مجموعہ کا نام ہے جن پر زندگی کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ یہ بنیاد کسی نہ کسی شکل میں دہریوں کے پاس بھی ہے سو یہی ان کا مذہب ہوا۔ اسی کے لئے وہ جیتے ہیں اور اسی کے لئے وہ مرتے ہیں۔ کسی مشترکہ دستورالعمل کے بغیر ترقی کرنا تو کجا زندہ رہنا مشکل ہے۔

اصل میں دہریہ لوگ وہ احسان فراموش ہیں جو مذہب کے افکار و خیالات سے فائدہ تو حاصل کرتے ہیں مگر اس سے بے زاری کا اظہار کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے اصول و ضوابط میں احادیث نبوی صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اور آیات قرآنی کے ہوبہو ترجمے تک مل جائیں گے لیکن چونکہ یہ باتیں انہوں نے نقل کی ہیں اس لئے انہیں کی سمجھی جاتی ہیں اور ترقی کا اصلی راز عوام کی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔

نیکیوں اور انسانی فائدوں کا علم دو طرح ہوا ہے۔ ایک مذہب کے ذریعہ اور دوسرے تجربے کے ذریعہ لیکن دراصل یہ مذہب ہی ہے جس نے سب سے پہلے انسان کو نیکیوں کی طرف متوجہ کیا پھر اس نے تجربہ کی روشنی میں اس کو پرکھا اور صدیوں بعد اس کی حقیقت آشکار ہوئی۔ اب اگر کوئی انسان نیکیوں کو اپناتا ہے تو غیر شعوری طور پر مذہب کو اپناتا ہے خواہ وہ مانے نہ مانے مگر وہ مذہب کا احسان مند ہے۔

سوال:۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ مذہب میں عقل کو دخل نہیں تو کیا یہ بات صحیح ہے؟

جواب:۔ کم سے کم مذہب اسلام کے لئے یہ بات صحیح نہیں کیوں کہ اس کی بنیاد حکمت پر ہے۔ ہاں اگر اس اعتبار سے یہ بات کہی جائے کہ عقل جس بات کو صدیوں میں دریافت کرتی ہے' وحی آن کی آن میں بتا دیتی ہے اس لئے عقل پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے تو صحیح ہے۔ مثلاً اگر کوئی یہ کہے "ہوائی جہاز موجود ہے کار میں نہ جایئے" تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ منزل تک کار میں نہیں پہنچ سکتے' بلکہ مقصود یہ ہے کہ جب ایسا ذریعہ موجود ہے جو آن کی آن میں پہنچا دے تو کیا ضرورت ہے کہ وقت بھی ضائع کریں اور تکلیف بھی اٹھائیں!

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مذہب اندھی تقلید کا نام ہے' کیا یہ بات درست ہے؟

جواب:۔ "اندھی تقلید" کے بغیر تو زندگی میں چارہ نہیں۔ دنیا کے بے شمار ملکوں اور شہروں کو اپنی آنکھوں سے کس کس نے دیکھا ہے لیکن سب ہی یقین کرتے ہیں اور کوئی نہیں کہتا کہ پہلے دکھاؤ تب مانیں گے۔ اسی طرح بہت سے تاریخی حقائق پر بغیر دیکھے یقین کر لیتے ہیں اور بہت

Marfat.com

سے سائنسی حقیقتوں کو بھی بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے ہیں--- اگر یقین کے لئے دیکھنا شرط ہے تو چاہیے کہ کسی بات کو بھی بغیر دیکھے نہ مانیں لیکن اگر ہم نے اس پر اصرار کیا تو خود ہمارا وجود مشکوک ہوئے جاتا ہے۔ کس نے اپنے والدین کو بچشم خود دیکھا ہے' لوگوں کے کہے پر یقین کر لیا گیا ہے۔ اس مرحلے پر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اگر متواتر خبریں ملیں اور سچی شہادتیں میسر آ جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ دیکھنے پر اصرار کیا جائے' یہ "اندھی تقلید" نہیں' دانشمندی ہے۔

پھر جب ہم اتنے فراخ دل ہیں کہ جھوٹے سچے لوگوں کی اطلاعات پر بھروسہ کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ ان لوگوں کی اطلاعات پر یقین نہ کریں جن کی سیرتیں بے داغ اور جن کا کردار آفتاب کی طرح روشن اور تابناک ہے۔ صرف اس ایک طفلانہ ضد کی وجہ سے کہ جو کچھ تم بتاتے ہو ہم نے نہیں دیکھا!

سوال:- دنیا میں تو بہت سے ادیان و مذاہب ہیں لیکن سچا دین کون سا ہے؟

جواب:- تخلیق عالم سے لے کر اب تک دین تو ایک ہی رہا ہے اور وہ اسلام ہے۔ حضرت آدم' حضرت نوح' حضرت ابراہیم' حضرت داؤد' حضرت موسیٰ' حضرت عیسیٰ علیہم السلام اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت ایک ہی تھی--- لیکن ہوا یہ کہ پیغام لانے والے کو یاد رکھا گیا اور اس مرکز علم و حکمت کو فراموش کر دیا گیا جہاں سے پیغام آیا تھا اس طرح ہر نبی اور رسول سے ذاتی چسپدگی کی وجہ سے مختلف ادیان و مذاہب وجود میں آئے اور اختلاف کی صورت پیدا ہوئی۔

یہ تو دین و مذہب کی بات ہے لیکن اگر دنیا میں ایک بادشاہ اپنے وزیراعظم کا تقرر کرے۔ پھر اس کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا مقرر کرے تو رعایا پر واجب ہے کہ ہر آنے والے کا حکم مانے لیکن اگر اس نے ہر وزیراعظم سے اپنی اپنی وفاداریاں وابستہ کر لیں اور بادشاہ

Marfat.com

کو بھلا دیا تو پورے ملک میں انتشار کی صورت پیدا ہو جائے گی۔ اس لئے دانائی یہی ہے کہ بادشاہ مطلق پر نظر رکھی جائے ہر آنے والے کا حکم مانا جائے اور ہر جانے والے کا احترام کیا جائے۔

سوال:۔ اسلام کی سچائی اور حقانیت کی کیا دلیل ہے؟

جواب:۔ دلیلیں تو بہت سی ہیں مگر سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اسلام کی کسی بات کو عقل نے ابھی تک نہیں جھٹلایا بلکہ جوں جوں سائنس ترقی کرتی جاتی ہے اسلام کی تصدیق ہوتی جاتی ہے۔

اس کے علاوہ اسلام نے جس انداز' جس لب و لہجہ اور جس زبان میں اپنا پیغام دیا تھا وہ بات چودہ سو برس گزر جانے پر اب تک کوئی پیدا نہ کر سکا اور قرآن کے اس چیلنج کو قبول نہ کر سکا کہ "اگر تم سے بن پڑے تو قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا لاؤ۔" —— یہ ایک ایسی انوکھی دلیل ہے جس کی نظیر علم و حکمت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

سوال:۔ دین و شریعت میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ دین سے مراد مذہب کے وہ بنیادی اصول ہیں جن کی ہر نبی اور رسول نے تعلیم دی ہے مثلاً خدا کی توحید' اس کی صفات' انبیاء کی بعثت' خالص خدا کی عبادت' انسانی حقوق' اخلاق' جزا و سزا وغیرہ—— اور شریعت سے مراد وہ جزئیات احکام ہیں جو ہر قوم و مذہب کے زمانی و مکانی خصوصیات کے سبب بدلتے رہے ہیں مثلاً عبادت الٰہی کے طریقے اور اعمال فاسدہ کے انسداد کی تدابیر وغیرہ

سوال:۔ کیا دین اور دنیا الگ الگ ہیں؟

جواب:۔ اس تفریق نے نوع انسانی کو گمراہ کیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرق کو مٹایا اور یہ بتایا کہ اگر اللہ کے لئے دنیا کے کام کئے جائیں تو وہی دین ہے۔ گویا دین کی حقیقت اخلاص عمل ہے اگر یہ پیدا ہو گیا تو دین ہی دین ہے ورنہ دین بھی دنیا ہے۔ اسی لئے آپ نے حکومت و سیاست کو دین سے الگ نہ کیا بلکہ دین پر اس کی بنیاد رکھی اور

Marfat.com

یہ واضح کر دیا کہ دین و دنیا الگ الگ نہیں۔

سوال:۔ عبادت کا مقصد کیا ہے؟

جواب:۔ عبادت کا تصور دوسرے ادیان و مذاہب میں کچھ ایسا ہے کہ وہ ایک ایسا عمل ہے جس کی انسان کو نہیں بلکہ خدا کو ضرورت ہے لیکن دین اسلام میں یہ واضح کر دیا گیا کہ خدا غنی ہے اور اس کو کسی شئے کی حاجت نہیں اس لئے عبادت کی ہم کو ضرورت ہے' اس کو نہیں اور جہاں اشارۃ یا کنایتہ اظہار کیا ہے تو دراصل ہماری ضرورت ہی کا اظہار کیا ہے جو کمال شفقت و رحمت ہے۔

قرآن کریم میں ہم سے پہلے دنیا کی بھلائی کی دعا کرائی اور پھر آخرت کی بھلائی' کیوں کہ آخرت کی بھلائی دنیا کی بھلائی پر منحصر ہے تو عبادت کا مقصود یہ ہے کہ انسان اپنی دنیا ٹھیک کر لے تاکہ اس کی عاقبت ٹھیک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادت کی مطلق ضرورت نہیں۔ وہ بے نیاز ہے —— سورۂ اخلاص میں نیازمندی کی تمام صورتوں کی نفی کر دی ہے —— فرمایا "وہ ایک ہے" کہ دو ہوتے تو دوسرے کا نیازمند ہونا پڑتا —— "وہ بے نیاز ہے" کہ نیازمند ہوتا تو حکومت کس طرح چلاتا —— "نہ اس سے کوئی پیدا ہوا" کہ پیدا ہوتا تو زندگی کے ایک مرحلے پر اولاد کی اعانت کی ضرورت ہوتی —— "نہ وہ کسی سے پیدا ہوا" کہ ولادت کے پہلے مرحلے میں والدین کی شفقت کی حاجت ہوتی —— "اس کا کوئی مثل نہیں" کہ مثل ہوتا تو اس کو بنائے رکھنے کی ضرورت رہتی تاکہ نظام عالم میں بدنظمی نہ ہو۔

الغرض اضطراری احتیاجات کی جتنی صورتیں تھیں سب کی نفی فرما دی اور اختیاری احتیاجات کو اس لئے بیان نہیں فرمایا کہ جو اضطراری احتیاجات سے پاک و منزہ ہے لامحالہ وہ اختیاری احتیاجات سے پاک و

Marfat.com

منزہ ہو گا' تو ایسے بے نیاز کو نیازمند کیسے کہا جا سکتا ہے' بلاشبہ عبادت کے سارے فائدے ہمارے ہی لئے ہیں۔

Marfat.com

عقیدہ

سوال:- عقیدہ کس چیز کا نام ہے؟

جواب:- عقیدہ تصورات کا مجموعہ اور فکر کا وہ خاص معیار ہے جس کے ذریعہ ہم یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کوئی خاص عمل اجتماعی طور پر ہمارے لئے مفید ہے یا مضر' عقیدے کے وجود میں آنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان میں کسی نہ کسی قسم کا اجتماعی شعور موجود ہو جو اس کو ذاتی اغراض اور منافع سے بلند کر دے۔ کیونکہ قومیں صرف مادی وسائل کی بناء پر زندہ نہیں رہ سکتیں۔ ان کے اندر فکری اتحاد ضروری ہے۔ یہی فکر جس کا دوسرا نام عقیدہ ہے قوم کی روح ہے۔

خدا اور بندے کے درمیان جو رشتہ ہے اس کا تعلق ذہنی قوتوں اور قلبی حالات سے ہے۔ اسلام میں اسی کو "عقیدہ" کہتے ہیں۔

(الف) اگر یہ تعلق ہمارے جسم و جان اور مال و جائداد سے ہے تو اس کا نام "عبادت" ہے۔ یا انسان اور انسان اور دوسری مخلوقات کے درمیان جو تعلق ہے اس حیثیت سے احکام نازل ہوئے۔

(ب) تو اگر اس کی حیثیت قانون کی ہے تو معاملہ ہے۔

(ج) اگر روحانی نصیحتوں اور برادرانہ ہدایتوں کی ہے تو وہ اخلاق ہے۔

سوال:- اسلام میں عقائد کی اصل کیا ہے۔

جواب:- اصولی عقیدہ تو خدا پر ایمان ہے پھر پانچوں عقیدے اسی ایک

Marfat.com

عقیدے کی تشریح و تفسیر ہیں کیوں کہ سب کا بالواسطہ تعلق خدا ہی سے ہے

خدا اصول و قوانین کا سرچشمہ ہے' ہر عمل منشائے ربانی کے تابع ہے اور اسی کے حکم سے ہوتا ہے' کیونکہ وہ قدرت تامہ اور ہر چیز کا علم محیط رکھتا ہے اسے (۱)تقدیر کہتے ہیں—— (۲)کتاب اللہ مجموعہ قوانین—— (۳)فرشتے' اس قانون کو لانے والے—— (۴)رسول اس قانون کو نافذ کرنے والے—— اور (۵)قیامت' اس قانون کے نتیجے میں برپا ہونے والی۔

پس ان تمام کڑیوں میں کسی ایک کڑی کو حذف کر دیں تو نظام عقیدہ درہم برہم ہو جائے گا۔

سوال:۔ اسلامی عقیدے کی حقیقت کیا ہے؟

جواب:۔ اسلامی عقیدے کی حقیقت خدا پر ایمان لانا ہے اور خدا پر ایمان لانے کا مقصد یہ ہے کہ ہر اس چیز پر ایمان لایا جائے جس پر ایمان لانے کے لئے اس نے ہدایت فرمائی اور اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ انسان کو تنگ نظری سے نکال کر آگے بڑھایا جائے اور اس کو خود سے آزاد کر کے خدا کا بندہ بنایا جائے—— خود گرفتاری نے انسان کو معبودان باطل سے وابستہ کر دیا تھا جس میں قومی و قبائلی اور رنگ و نسل اور زبان کے امتیازات بھی شامل ہیں—— اسلام نے ان سب کی نفی کر کے انسان کو ایک خدا کے آگے جھکا کر عام انسانیت کی فلاح کے لئے تیار کیا۔

سوال:۔ اسلامی عقائد اور نسلی اور قومی عقائد میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ یہ دونوں قسم کے عقیدے حصول زندگی کے دو مختلف طریقے ہیں۔ نسلی اور قومی عقائد کے ذریعہ حصول بقاء کی جو کوشش کی جاتی ہے ان سے انسان کا مجموعی مفاد متاثر ہوتا ہے اور اس میں مقابل گروہوں کو مٹانے یا ان کو غلام بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن اسلامی عقائد

Marfat.com

میں مٹانے کے بجائے انہیں ایک وسیع تر معاشرہ کا رکن بنانے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے ان کے مادی وجود کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات ان کی مادی اور اخلاقی حیثیت اور بہتر ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ہندوستان ہی کو لیجئے جہاں مسلمانوں نے برسہا برس حکومت کی ہے' تعجب خیز بات یہ ہے کہ جہاں جہاں مسلمانوں کے دارالخلافہ رہے وہاں غیر مسلم آبادی کثرت میں ہے اور خوش حال۔ اس سے اس بات کا تاریخی ثبوت ملتا ہے کہ مسلمانوں نے دوسری قوموں کو مٹایا نہیں ہاں ان کے مادی اور روحانی حالات کو ضرور بدلا ہے۔

سوال:۔ اسلامی عقیدے میں پھر مومن اور کافر کی تفریق کیوں ہے؟

جواب:۔ مذہب کی بناء پر جو تفریق کی جاتی ہے وہ عقل اور فطرت کے مطابق ہے اور محض جغرافیائی حوادث یا اتفاق پیدائش پر مبنی نہیں۔۔۔ قومی اور نسلی بنیادوں پر جو امتیازات قائم کئے جاتے ہیں وہ مستقل اور دائمی ہوتے ہیں اس سے آگے چل کر نوع انسانی کا مجموعی مفاد متاثر ہوتا ہے۔

مثلاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے پہلے ایسے امتیازات نے قبیلوں کو برسہا برس سے ایک دوسرے کا دشمن بنا رکھا تھا لیکن اسلام نے آکر ان کو شیر و شکر کیا' اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ اول الذکر امتیازات غیر فطری تھے اور موخر الذکر امتیازات فطری۔ اسی لئے نوع انسانی نے مجموعی حیثیت سے قبول کیا۔

جغرافیائی بنیادوں پر اتحاد میں کوئی لچک نہیں۔ انسان خواہ کتنا نیک و شریف ہو اگر باہر سے اس دیس میں آکر بسا ہے تو بیگانہ ہی سمجھا جائے گا۔ جغرافیائی کے بعد علاقائی' نسلی اور لسانی تعصبات جنم لینے لگتے ہیں اور یہ اتحاد خواب و خیال بن کر رہ جاتا ہے۔۔۔ غور کیجئے باہر سے کوئی کسی علاقے میں آجائے تو اس کو وہاں کا نہیں سمجھتے غیر ہی جانتے ہیں۔ کسی کی زبان آپ سیکھ لیں تو ہرگز اہل زبان اپنے ساتھ نہ ملنے دیں گے

Marfat.com

اور شادی بیاہ کر کے دوسری نسلوں سے اختلاط پیدا کیا جائے تو پھر بھی وہ اپنا نہ سمجھیں گی۔ مگر یہ دین اسلام ہے کہ جب کوئی اس دین میں داخل ہوتا ہے تو وہ غیر نہیں' اپنا ہے اور اتنا ہی محترم ہے جس طرح دوسرے محترم ہیں۔ یہ دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ جب کوئی آتا ہے گرمجوشی سے خوش آمدید کہا جاتا ہے—— اس کے نزدیک سب برابر ہیں۔ سب کے حقوق مساوی' ذرہ برابر فرق نہیں۔

سوال:۔ کیا عقیدہ کا تعلق عمل سے بھی ہے؟

جواب:۔ عمل ہی سے تو اس کا تعلق ہے' عقیدہ ایک نظریہ ہے اور زندگی اس کی عملی تعبیر و تشریح گویا عقیدہ سراسر عمل کے لئے ہے۔ اسلام میں عقیدہ زندگی سے علیحدہ کوئی چیز نہیں' البتہ انسان کے بنائے ہوئے دوسرے عقائد میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عقیدہ زندگی سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ زندگی عقیدے کے لئے بنی ہے' عقیدہ زندگی کے لئے نہیں۔

سوال:۔ کیا انسانی زندگی میں عقیدے کی کوئی اہمیت ہے؟

جواب:۔ جی ہاں' عقیدہ انسانی زندگی میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ اجتماعی زندگی کے لئے عقیدہ کا وجود بے حد ضروری ہے' ایک مشترکہ عقیدہ ہی وہ رشتہ ہے جو ایک جماعت کے افراد کو اخوت کے رشتوں میں منسلک کرتا ہے۔ جس قوم میں عقیدہ کی جتنی پختگی ہو گی اتنی ہی زیادہ وہ باعمل' ترقی پذیر اور فتح مند و غالب ہو گی۔ ایسی قوم کو جس میں کوئی طاقتور عقیدہ نہ پایا جاتا ہو دوسری قومیں آسانی سے غلام بنا لیتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات میں آمنے سامنے ایک ہی نسل' ایک ہی قبیلے اور ایک خون اور زبان کے لوگ ہوتے تھے مگر فتح و کامرانی مسلمانوں کو ہوتی تھی اس کی وجہ یہی عقیدہ کی پختگی اور دین کی محبت تھی۔ اگر اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر ان کامیابیوں کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔

Marfat.com

انسانی زندگی میں عقیدہ اس لحاظ سے بھی بڑا اہم ہے کہ اس سے انسانی زندگی خوشگوار ہو جاتی ہے۔ مصیبت و الم میں بھی اس کے قدم نہیں لڑکھڑاتے بلکہ اس میں اس کو لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور یہ بہت بڑی بات ہے جو مادی ترقیوں سے ہرگز میسر نہیں آ سکتی۔

ب حاشیہ صفحہ ۱۱-- یہاں غیر منقسم ہندوستان مراد ہے جس میں پاکستان، بھارت اور بنگلہ دیش شامل تھے۔

Marfat.com

اللہ

سوال:- اللہ کس کو کہتے ہیں؟

جواب:- اللہ اس ذات اقدس کا نام ہے جو قدیم ازلی اور ابدی یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اسی طرح اس کی صفات کاملہ بھی قدیم ہیں اور غیر محدود وہ ہر ناقص صفت سے پاک و منزہ ہے' وہ خالق ہے مخلوق نہیں' حاجت روا ہے محتاج نہیں۔

(جس طرح اس کی ذات لامحدود ہے اسی طرح اس کی صفات بھی لامحدود ہیں اس لئے اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے اور صحیح تعریف اس وقت کی جا سکتی ہے جب احاطہ کیا جا سکے۔)

سوال:- اللہ کی ذات کا کیا ثبوت ہے؟

جواب:- اللہ کے وجود کی سب سے بڑی نشانی تو خود انسان ہے' اس کے علاوہ یہ کائناتی نظام جو حیرت انگیز ضابطے اور قاعدے کے تحت چل رہا ہے اور ذرا گڑبڑ نہیں' اگر قاعدے کے تحت نہ چلتا تو یقیناً کوئی خالق نہ ہوتا' عقل یہ تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ ایک خودکار نظام میں یہ حیرت ناک نظم و ضبط ہو۔

سوال:- اچھا یہ تسلیم بھی کر لیں کہ وہ موجود ہے تو یہ بات کیسے سمجھ میں آئے کہ وہ بغیر بنائے وجود میں آگیا؟

جواب:- کائنات پر نظر ڈالیں گے تو دو قسم کے موجودات نظر آئیں گے ایک وہ جو اپنے وجود میں کسی غیر کے محتاج ہیں اور دوسرے وہ جو محتاج نہیں۔ مثلاً انسانی جسم میں دل ایک ایسا وجود ہے کہ سارے اعضاء

Marfat.com

و اعصاب اس کے محتاج ہیں اور وہ ان اعضاء میں سے کسی کا محتاج نہیں خود حرکت کرتا ہے اسی لئے دل کے متعلق کہا گیا ہے۔

قلب المومن عرش اللہ

مومن کا دل عرش الٰہی ہے یعنی اس بظاہر خود بخود حرکت کرنے والے کا بھی ایک محرک ہے۔ دل کی حرکتیں اور دھڑکنیں اللہ کی ذات کا پیہم اعلان کر رہی ہیں۔

سوال:۔ ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بغیر بنائے موجود ہو گیا لیکن اس کے وجود کا علم ہمیں کیسے ہوا۔ نظر تو آتا نہیں' لوگ دلائل بیان کر کے خاموش تو کر دیتے ہیں مگر دل کو اطمینان نصیب نہیں ہوتا' کوئی ایسی بات بتائیں جس سے دل مطمئن ہو جائے۔

جواب:۔ قرآن کریم نے فرمایا ہے کہ اس کے ذکر میں اطمینان و سکون ہے۔ پس ایسی ہستی کو اس انداز سے سمجھا جا سکتا ہے جس سے اطمینان و سکون میسر آ جائے۔

کسی شئے کی حقیقت اور وجود کو سمجھنے کے لئے کئی طرح سے یقین حاصل کیا جاتا ہے۔ دیکھ کر' سونگھ کر' چکھ کر' چھو کر' سن کر اور سمجھ کر۔۔۔ دھوپ دیکھتے ہی آفتاب کا یقین ہو جاتا ہے اور کوئی یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ آفتاب دکھاؤ پھر ہم مانیں گے۔۔۔ خوشبو سونگھتے ہی اس کا وجود تسلیم کر لیا جاتا ہے اور کوئی نہیں کہتا کہ خوشبو دکھاؤ جب ہم مانیں گے۔۔۔ چکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ آم میٹھا ہے اور لیموں کھٹا ہے مگر کوئی نہیں کہتا کہ آم کی مٹھاس اور لیموں کی کھٹاس دکھاؤ تب ہم مانیں گے۔۔۔ مریض کی نبض پر ہاتھ رکھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کو بخار ہے اور کوئی نہیں کہتا کہ پہلے بخار دکھاؤ پھر ہم مانیں گے۔۔۔ نغموں کی آواز آتے ہی فضائے بسیط میں ان کے وجود کا یقین ہو جاتا ہے لیکن کوئی نہیں کہتا کہ ہم کو دکھاؤ تب ہم تسلیم کریں گے۔

ہزاروں میل کی مسافت پر واقع شہروں اور ملکوں کے وجود کو ہماری

Marfat.com

عقل تسلیم کرتی ہے اور کوئی عقلمند یہ نہیں کہتا کہ پہلے ان شہروں اور ملکوں کو دکھاؤ پھر ہم مانیں گے—— لوگوں نے متواتر ان کے وجود کی خبریں دی ہیں پھر ان کی نشریات سنیں تو یقین کامل حاصل ہو گیا——

ہم دنیا کی بہت سی ان دیکھی حقیقتوں کو شعوری طور پر تسلیم کرتے چلے جاتے ہیں' ان حقیقتوں کو بھی جن کو دیکھنے کی ہم قدرت رکھتے ہیں لیکن اس لئے تسلیم کر لیتے ہیں کہ ہماری عقل ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے اور یہ کہتی ہے کہ اتنے سارے لوگ ان شہروں اور ملکوں کی پے در پے خبریں دے رہے ہیں' یہ بات ہرگز غلط نہیں ہو سکتی اور ریڈیو اور ٹیلی وژن پر جو پیغام سنے جا رہے ہیں اور جو مناظر دیکھے جا رہے ہیں غلط نہیں ہو سکتے بلکہ یہ پیغامات اور مناظر تو ان سابقہ خبروں کی توثیق و تصدیق ہیں۔

ٹھیک اسی طرح جلیل القدر انسانوں نے جن کی سیرتیں بے داغ تھیں اور جنہوں نے کبھی دنیاوی معاملات میں بھی جھوٹ نہ بولا تھا یہ خبر دی کہ خدا موجود ہے' یہ خبر پے در پے ملتی رہی اور برابر پیغامات بھی ملتے رہے —— یہاں بھی عقل وہی بات کہتی ہے جو پہلے کہہ چکی تھی یعنی یہ کہ اتنے سارے نیک اور صالح لوگ جھوٹ نہیں بول سکتے' جو خبر دیتے ہیں بے شک صحیح ہے اور پھر جب اس جناب عالی سے صحیفے اور کتابیں اترتی ہیں تو اور یقین ہو جاتا ہے۔

اب جو شخص خدا کا وجود تسلیم نہیں کرتا اس سے پوچھئے کہ کیا یہ بات معقول ہے کہ جھوٹے اور مشکوک لوگوں کی خبروں پر تو دل و جان سے یقین کرو اور وہ حضرات جن کی زندگیاں پاک صاف اور شک و شبہ سے بالاتر ہیں ان کی دی ہوئی خبروں کو جھوٹا جانو اور ان کی خبروں پر بالکل بھروسہ نہ کرو۔ بے شک اگر پہلی خبریں بھروسے کے لائق ہیں تو یہ خبریں بھی بھروسے کے لائق ہیں اور اس کے بغیر چارۂ کار نہیں کہ ہم ان خبروں پر بھروسہ کر کے خدا کے وجود کا اقرار کریں خصوصاً جب کہ

Marfat.com

عینی آثار اور غیبی پیغامات بھی اس کی شہادت دے رہے ہیں اور دل خود بخود جھکنے کے لئے بے قرار ہوا جاتا ہے' درد و مصیبت میں تو ایک ان دیکھی قوت کی طرف لپکنے لگتا ہے ـــــ اگر صرف آنکھ پر بھروسہ کیا گیا تو پھر زندگی کی بہت سی حقیقتوں کو جھٹلانا پڑے گا اور بہت سی حقیقتیں مشکوک ہو جائیں گی ـــــ کس انسان نے اپنے والدین کو دیکھا ہے؟ دوسروں نے کہا اور اس نے یقین کیا۔ جب ہم معاشرتی زندگی میں والدین کی حقیقت کو بے دیکھے تسلیم کرتے ہیں تو پھر اس کائناتی زندگی میں خدا کی ہستی کو کیوں نہ تسلیم کریں خصوصاً جبکہ قدم قدم پر مظاہر موجود ہوں۔

جب ہم سونگھ کر' چکھ کر' چھو کر' سن کر اور سمجھ کر ان دیکھی چیزوں کو تسلیم کر لیتے ہیں تو پھر خدا کے معاملے میں یہ اصرار کیوں کہ دکھاؤ پھر ہم مانیں گے' بے شک وہ نظر بھی آ سکتا ہے مگر تاب و طاقت تو ہو ـــــ جن میں طاقت تھی انہوں نے دیکھا بھی ہے ـــــ ہماری حالت یہ ہے کہ ایک آفتاب کو نصف النہار کے وقت نہیں دیکھ سکتے۔

اگر ہم خلا میں زندگی بسر کرتے اور ہمارے چاروں طرف رنگا رنگ مناظر نہ ہوتے تو شاید خدا کے وجود سے واقف ہونا مشکل ہو جاتا لیکن اب جبکہ اطلاعات اور پیغامات کے ساتھ ساتھ قدم قدم پر گل کھلے ہیں تو خدا کے وجود کو معلوم کرنا ذرا مشکل نہیں بس سوچنے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ یہی سمجھ جس کے ذریعے انسان نے بے معنی چیزوں میں معنی تلاش کئے ہیں' خدا شناسی کا اس سے بہتر کوئی اور ذریعہ نہیں۔

سوال:۔ توحید کے بنیادی اصول کیا ہیں؟

جواب:۔ اس کی بنیاد تو خدائے واحد کی ذات اقدس اور اس پر ایمان و یقین ہے۔ یہ یقین خود انسان کی فطرت میں پوشیدہ ہے' قرآن کریم نے قدرت کے عجائبات' کائنات کے نظم و نسق اور کائناتی حکمتوں کو تفصیل سے بیان کر کے انسانوں کو اس طرف متوجہ کیا ہے؟ مثلاً کشتیوں اور

Marfat.com

جہازوں کا بے تکان سمندر کی سطح پر چلنا' پرندوں کا ہوا میں اڑنا' پانی برسنا' مردہ زمین کا زندہ ہو جانا' انسان کی رنگا رنگ زبانیں' قسم ہا قسم رنگ' مختلف نسلیں' روشن آفتاب' چمکتا ماہتاب اور دمکتے ستارے' غمزدوں کی فریادرسی' مظلوموں کی دادرسی' دن کے بعد رات' رات کے بعد دن وغیرہ۔

سوال:۔ کیا پچھلے مذاہب نے بھی توحید کی تعلیم دی تھی؟

جواب:۔ تمام مذاہب کی روح تو صرف ایک ہی ہے یعنی اسلام اور اس کی تعلیم کی بنیاد توحید ہے۔

سوال:۔ کیا اللہ کی کوئی شکل و صورت بھی ہے؟

جواب:۔ اس کی کوئی شکل صورت نہیں' وہ جسم سے پاک ہے۔ وہ تو خود جسموں کو پیدا کرتا ہے پھر کیسے جسم ہو سکتا ہے؟

سوال:۔ قرآن و حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء ہیں۔

جواب:۔ بے شک ایسی آیتیں اور احادیث موجود ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے ہاتھ پیر اور چہرہ وغیرہ ہیں لیکن اس کی حقیقت وہی خوب جانتا ہے۔ البتہ بعض علماء نے آنکھ سے اس کا نور ہونا' ہاتھ سے اس کا فیاض ہونا اور پیر سے اس کا حاضر و ناظر ہونا مراد لیا ہے۔

سوال:۔ خدا کی کتنی صفات ہیں؟

جواب:۔ صفات تو بے حد و حدود ہیں کہ وہ غیر محدود ہے۔ اکثر صفات قرآن کریم میں بیان کی گئی ہیں جس کو سمجھنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔ اس کو پڑھئے اور غور و فکر کیجئے۔ حدیث پاک میں خدا کے ۹۹ صفاتی نام آئے ہیں مگر حقیقت میں اس کے نام لا محدود ہیں۔ ان اسماء صفات میں جمالی بھی ہیں' جلالی بھی اور کمالی بھی ہیں۔

سوال:۔ کیا خدا کے بندے اس کی صفات کا آئینہ ہیں؟

جواب:۔ بے شک اس کی صفات کا آئینہ ہیں۔ اس نے اپنی صفات کاملہ سے حیثیت و صلاحیت کے مطابق حصہ دیا ہے' وہ حئی ہے ہمیں

Marfat.com

بھی زندگی دی' وہ قادر ہے ہمیں بھی قدرت دی' وہ علیم ہے ہمیں بھی علم دیا' وہ عالم الغیب ہے بعض برگزیدہ بندوں کو علم غیب بھی دیا خصوصاً سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

سوال:۔ اللہ تعالیٰ کی صفات اس کی ذات میں داخل ہیں یا نہیں؟

جواب:۔ داخل ہیں جیسے دھوپ کہ آفتاب کی حقیقت میں داخل ہے گو خارج معلوم ہوتی ہے یا جیسے موجیں کہ سمندر کی حقیقت میں داخل ہیں اگرچہ خارج معلوم ہوتی ہیں۔

سوال:۔ عقیدۂ توحید نے انسانی زندگی میں کیا انقلاب پیدا کیا؟

جواب:۔ عقیدۂ توحید نے عبادت کے عام مفہوم کو بالکل بدل دیا اور اس میں اتنی وسعت اور گہرائی پیدا کر دی کہ عملی اور فکری زندگی کا کوئی گوشہ اس کے دائرے سے باہر نہیں رہا۔ عبادت کے ایسے تصور سے دوسری قومیں بالکل نا آشنا تھیں۔

اس کے علاوہ اس عقیدے نے انسان کو اس کی اپنی عظمت سے آگاہ کیا اور یہ بتایا کہ کائنات اس کے لئے ہے' وہ کائنات کے لئے نہیں ہے۔۔۔ وہ صرف اللہ کے لئے ہے۔۔۔ اس طرح انسان زمین کی پستیوں سے بلند ہوا۔۔۔ اب زمین پر سجدے زمین کے لئے نہیں ہوتے بلکہ خدا کے لئے ہوتے ہیں۔

وہ انسان جو شجر و حجر اور خود اپنے بنائے ہوئے بتوں کے آگے جھکا کرتا تھا اس کو صرف ایک ہستی کے آگے جھکا کر خودداری اور غیرت کا سبق سکھایا۔۔۔ اور اس کی بکھری ہوئی ذہنی اور عملی قوتوں کو یکجا کر کے حیرت انگیز قوت بخشی۔

انسان اس بندگی تک کئی منزلوں سے گزرا۔۔۔ کائنات اور اس کے عجائبات کو دیکھ کر مبہوت ہوا تو ہر عجیب و مہیب اور قوی چیز کی پرستش کی۔۔۔ کائنات سے نظر ہٹی تو اپنی طرف متوجہ ہوا اور انسان سے خدا بن بیٹھا اور لوگ اس کو سجدہ کرنے لگے۔۔۔ پھر جب خدا کی طرف

Marfat.com

متوجہ ہوا تو خود کو بھلا دیا—— پھر خدا کے جلووں میں خود کو دیکھا تو حقیقت آشکار ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ کون کس کا بندہ ہے اور کون کس کا خالق ہے؟—— یہی دریافت تھی جس نے عالم انسانیت میں ایک انقلاب برپا کر دیا۔

سوال:— کیا عقیدۂ توحید کی کمزوری سے انسانی زندگی پر کچھ اثر پڑتا ہے؟

جواب:— جی ہاں' بہت زبردست۔ یہ عقیدہ کمزور ہو جائے تو انسان مختلف فکری اور عملی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے—— مملکت پرستی' علم پرستی' ثقافت پرستی' آثار پرستی' نسل پرستی وغیرہ——

سوال:— تو کیا انسان کو اپنے ملک اور تہذیب و تمدن سے محبت نہیں ہونی چاہئے؟ یہ تو انسانی فطرت کے خلاف ہے۔

جواب:— محبت اور پرستش میں بڑا فرق ہے—— ان چیزوں سے محبت فطری بات ہے مگر یہاں بات پرستش کی ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان مسلمان ہوتا ہے تو اپنے ماضی سے کٹ جاتا ہے—— یعنی اب اس کو اپنی تہذیب و تمدن اور آثار پر فخر نہ کرنا چاہئے' فخر کے لائق صرف اسلام کا تعلق کافی ہے—— رہی محبت تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن مسلمان ہونے کے بعد ہر محبت کو اسلام کا تابع ہونا چاہئے ورنہ وہ محبت پرستش کے حکم میں ہو گی جو اس کو دائرہ اسلام سے خارج بھی کر سکتی ہے—— دائرہ اسلام سے خارج ہونا حقیقت میں دائرۂ انسانیت سے خارج ہونا ہے۔ اسلام اور انسانیت دو متضاد چیزیں نہیں۔

سوال:— عقیدۂ توحید میں ابتداء اور انتہاء کیا ہے؟

جواب:— ابتداء خدا کی حقیقی عظمت سے ہوتی ہے اور انتہاء کمال بندگی پر—— خدا کے علاوہ دوسری چیزوں کی پرستش سے انسان نے یہ ظاہر کیا کہ وہ ابھی اپنے مرتبے سے آگاہ نہیں لیکن جب وہ خدا کے آگے

Marfat.com

جھکا تو اس کو معلوم ہوا کہ وہ کتنا عظیم ہے—— تو عقیدۂ توحید نے ایک طرف وحدانیت کا علم بلند کیا تو دوسری طرف عبدیت کا۔

سوال:۔ خدا کے متعلق کیا عقیدہ رکھا جائے۔

جواب:۔ خدا کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ وہ قدیم ہے' خود بخود موجود ہے—— صرف وہی عبادت کے لائق ہے—— اس کی صفات کامل ہیں—— ناقص صفتوں سے پاک ہے—— زمان و مکان سے بالاتر ہے—— نہ وہ جسم ہے' نہ محدود—— اس کا کوئی شریک نہیں—— نہ اس کے اندر کوئی چیز سما سکتی ہے—— اس کا نہ مثل ہے اور نہ کفو—— نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا—— وہ چھپی چیزوں کو جانتا ہے—— وہ ہر چیز پر قادر ہے—— وہ غفار ہے—— وہ مستجاب الدعوات ہے۔ یعنی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔

سوال:۔ آپ نے فرمایا کہ چھپی چیزوں کو جانتا ہے تو کیا دل کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے؟

جواب:۔ بے شک وہ دل کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے جیساکہ قرآن کریم میں فرمایا ہے و نعلم ما توسوس بہ نفسہ بلکہ اگر وہ چاہتا ہے تو یہ قوت اپنے برگزیدہ بندوں کو بھی عنایت فرما دیتا ہے۔

سوال:۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے تو برے کاموں پر بھی قادر ہو گا؟

جواب:۔ معاذاللہ' وہ اچھی صفات سے آراستہ ہے اور بری صفات سے پاک ہے اور یہ عیب نہیں کمال ہے—— جس طرح کسی نیکوکار کے لئے یہ کہا جائے کہ وہ بدکاری نہیں کر سکتا تو یہ اس کا عیب نہیں۔ یہ تو خوبی ہے' بلکہ اس طرف خیال کرنا بھی سوء ادبی ہے—— تو جب ایک انسان کے لئے خیال کرنا بے ادبی ہے تو خدا کے متعلق ایسی باتیں سوچنا انتہاء درجہ کی گستاخی ہے جس سے انسان کا ایمان بھی خطرے میں پڑ سکتا ہے۔

Marfat.com

سوال:- آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ غفار ہے تو کیا وہ حقوق العباد کو بھی معاف فرما دے گا۔

جواب:- اللہ تعالیٰ وہی گناہ معاف کرے گا جس کا تعلق اس کی جناب سے ہے—— اللہ تعالیٰ کا معیار عدل بہت ہی بلند ہے—— دنیا کے بادشاہ اور حاکم قاتلوں اور ڈاکوؤں کو معاف کر دیا کرتے ہیں' جو عدل نہیں ظلم ہے اور دوسروں کے حقوق میں مداخلت ہے—— اللہ تعالیٰ ایسے عفو و درگزر سے منزہ و پاک ہے۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو اپنی رحمت سے جنت عطا کرے اور اسے راضی کر دے اور ظالم کو اپنی رحمت عامہ کے سبب بخش دے۔

سوال:- آپ نے فرمایا کہ وہ دعاؤں کو قبول فرماتا ہے مگر بعض دعائیں تو مقبول نہیں ہوتیں۔

جواب:- بے شک وہ تعالیٰ مضطرب اور بے قرار بندوں کی دعاؤں کو قبول فرماتا ہے—— دعاء وہی قبول نہیں ہوتی جو یا تو دل سے نہ کی گئی ہو یا اس کے پورا ہونے میں بندے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو—— کیونکہ انسان کی نظر بہت محدود ہے اور جس کی نظر محدود ہے وہ اپنی بھلائی اور برائی کے بارے میں خود فیصلہ نہیں کر سکتا' فیصلہ کرنے کے لئے نظر چاہئے—— اللہ تعالیٰ علیم اور دانا و بینا ہے اس لئے وہ خود بہتر جانتا ہے کہ اس کے بندوں کے لئے کون سی بات اچھی ہے اور کون سی بری ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی سوچنی چاہئے کہ ایک معمولی حکیم یا ڈاکٹر کے سامنے مریض کچھ نہیں بولتا جو دوا اس کے لئے تجویز کی جاتی ہے آنکھیں بند کر کے پی لیتا ہے لیکن حکیم مطلق کے سامنے ہم اپنی تجاویز پیش کرتے ہیں یہ بات دانائی کے خلاف ہے اور جب وہ ہمارے فائدے کے لئے کسی آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تو چلانے لگتے ہیں اور ناشکری پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

سوال:۔ کیا صرف خدا کا وجود تسلیم کر لینا کافی ہے؟

جواب:۔ جی نہیں' اتنا کافی نہیں۔ تصور توحید صرف نظریہ نہیں بلکہ ایک دستور حیات ہے—— اس تصور کا مقصود اور مفہوم یہ ہے کہ ہم عملی زندگی میں شیطان کی رہنمائی قبول نہ کریں بلکہ رحمٰن کے بن کر رہیں—— جو دعویٰ توحید کے باوجود خدا کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے اور شیطان کی رہنمائی قبول کرتا ہے وہ ایک سرکش بندہ ہے—— یہ تو ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص رہے اپنے ملک میں لیکن اس کی وفاداریاں دوسرے ملک کے حکمران کے ساتھ رہیں' ظاہر ہے ایسا شخص ہر انسان کی نظر میں باغی اور غدار تصور کیا جائے گا۔

سوال:۔ کیا خدا کے علاوہ کسی اور کی اطاعت بھی ضروری ہے؟

جواب:۔ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے کہ "اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جو تم میں صاحب امر یعنی حاکم ہوں ان کی اطاعت کرو"—— ان اطاعت سہ گانہ کی حقیقت تو اطاعت الٰہی ہے لیکن بغیر دوسری اطاعتوں کے معاشرتی زندگی گزارنا مشکل ہے اس لئے خدا نے ان کو اختیار دے دیا ہے۔ اللہ کی اطاعت کے بعد رسول کی اطاعت یعنی' وہ احکام جو قرآن میں مذکور نہیں یا مجمل ہیں مفصل نہیں ان کے بارے میں جب رسول کریم حکم دیں تو ان کو مانا جائے—— رسول کی اطاعت کے بعد حاکم اور صاحب امر کی اطاعت ہے' یعنی احکام شرعیہ کے ساتھ ساتھ وہ احکام جو قرآن اور حدیث و فقہ میں نہیں ان کے بارے میں حاکم حکم دے تو وہ بھی تسلیم کئے جائیں—— اس سے یہ ہرگز مقصود نہیں کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف جو حکم دے وہ بھی مانا جائے کیونکہ اس صورت میں دو اطاعتیں مفقود ہو جائیں گی اور صرف ایک اطاعت باقی رہے گی اور آیت میں بیک وقت تینوں اطاعتوں کی تلقین کی گئی ہے اور اطاعت کے مدارج بھی متعین کر دیئے ہیں۔

Marfat.com

سوال:۔ شرک کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا اور ان صفات کو اس میں قدیم سمجھنا' اس کو مستحق عبادت جاننا اور اپنا خالق و مالک تصور کرنا۔

سوال:۔ شرک اور بت پرستی کا آغاز کیوں کر ہوا؟

جواب:۔ خدا نے دنیا میں سلسلہ اسباب قائم کیا ہے۔ اس سلسلے میں اصل اور حقیقی مسبب کار فرما ہے۔ لیکن انسان بعض قوی الاثر اسباب سے اتنا متاثر ہو جاتا ہے کہ اصل مسبب نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ مثلاً آفتاب کہ انسانی منافع کے لئے پیدا کیا گیا لیکن انسان نے اسی کو خدا سمجھا یا ستارے کہ وہ حسن و زیبائی اور دوسرے بہت سے منافع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں مگر انسان نے ان کی پرستش شروع کر دی۔۔۔ شرک کی اصل وجہ انسان میں غور و فکر کی کمی ہے چنانچہ قرآن کریم میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں ملکہ سبا کو جس طرح ہدایت کی اس سے یہ حقیقت عیاں ہے۔

سوال:۔ شرک اور ذرائع شرک کے بارے میں بھی کچھ بتا دیجئے؟

جواب:۔ شرک کے یوں تو بہت سے ذرائع ہیں لیکن مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

۱۔ کسی خاص شخص کی بزرگی اور عظمت کا اتنا قوی احساس کہ اس کو خدا سے غافل کر دے۔

۲۔ جو اعمال اور آداب خدا کے لئے مخصوص ہیں ان کو انسانوں کے لئے اختیار کرنا مثلاً سجدہ جو خدا کے لئے مخصوص ہے کسی انسان کے آگے کرنا۔

۳۔ جو صفات اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہیں وہ کسی انسان میں بالذات تسلیم کرنا مثلاً انسان کو رازق اور خالق جاننا۔

۴۔ مصائب و آلام میں خدا اور محبوبان خدا کے علاوہ سحر و طلسم'

Marfat.com

جنات و شیاطین اور ارواح خبیثہ کو صاحب تصرف جان کر ان سے مدد طلب کرنا۔ لیکن یہ خیال رہے کہ محبوبان خدا بالذات متصرف نہیں۔ ان کا تصرف منشاء ربانی کے تابع ہے۔

Marfat.com

ملائیکہ و جنہ

سوال:۔ فرشتے کس مخلوق کا نام ہے؟

جواب:۔ قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں سے مراد وہ غیر مادی ذی روح ہستیاں ہیں جو خدائے تعالیٰ کے احکام اور پیغامات کو دنیائے خلق تک پہنچاتی ہیں اور نافذ کرتی ہیں' ان کی فطرت میں اطاعت ہے' یہ سرتابی نہیں کر سکتے۔

سوال:۔ لیکن ابلیس نے فرشتہ ہوتے ہوئے کیوں نافرمانی کی؟

جواب:۔ جیساکہ عام طور پر مشہور ہے کہ ابلیس فرشتہ تھا' ایسا نہیں ہے' قرآن حکیم نے اس کو جن کہا ہے اسی لئے اس نے نافرمانی کی۔

سوال:۔ جن کس کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ جن بھی ایک قسم کی مخلوق ہے جو ناری اور ہوائی اجزاء سے مرکب ہے۔

سوال:۔ بعض لوگ جن اور فرشتوں کے وجود سے انکار کرتے ہیں؟

جواب:۔ حقیقت میں انسان اسی کو سب کچھ سمجھتا ہے جو اس کے اردگرد ہے حالانکہ یہ تو کچھ بھی نہیں کائنات اور اس کی مخلوقات بہت وسیع و کثیر ہیں۔ انسان تنگ نظری کی بناء پر انکار کرتا ہے اگر ذرا بھی عقل سے کام لے تو انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ بلکہ اپنی کم علمی پر نادم و شرمسار ہو۔

سوال:۔ فرشتے کتنے ہیں؟

جواب:۔ فرشتے بے شمار ہیں' اصل تعداد اللہ ہی کے علم میں ہے۔

Marfat.com

البتہ خاص فرشتوں میں یہ چار مشہور ہیں:
۱۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ۳۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام
۲۔ حضرت میکائیل علیہ السلام ۴۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام

سوال:۔ فرشتوں کے متعلق کیا عقیدہ رکھا جائے؟

جواب:۔ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ بھی اللہ کے بندے ہیں۔۔۔ مکرم ہیں' معصوم ہیں' گناہ نہیں کرتے۔۔۔ توالد و تناسل سے پاک ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال سے لرزاں و ترساں ہیں۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے علاوہ کوئی کام اپنی منشاء سے نہیں کرتے۔

سوال:۔ فرشتوں پر ایمان لانا کیوں ضروری قرار دیا گیا؟

جواب:۔ وجوہات تو بہت سی ہیں مگر ایک بڑی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ تصور توحید کے بعد اس وسیلے اور ذریعے کی صداقت و حقانیت کو واضح کیا جائے جو انبیاء و رسل تک خدا کے پیغام پہنچاتا ہے' خدا پر ایمان لانے کے سلسلے میں جہاں انبیاء و رسل ایک ذریعہ ہیں وہاں فرشتے بھی ایک ذریعہ ہیں اس لئے ان پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا۔

Marfat.com

کتب آسمانی

سوال:- آسمانی کتابوں کی کیا ضرورت ہے' کیا عقل کافی نہیں؟

جواب:- خدا نے انسان کو پیدا کیا—— اس کی تربیت کے لئے انبیاء علیہم السلام کو بھیجا اور ان کو صحیفے اور کتابیں دیں تاکہ اس کے مطابق اس کی تربیت کریں چنانچہ انہوں نے تربیت کی اور ہر عہد اور ہر زمانے میں اس کے حیرت انگیز نتائج برآمد ہوئے—— یہ نتائج خود اس امر کی سب سے بڑی شہادت ہیں کہ انسان کو آسمانی کتابوں کی ضرورت ہے۔

اس کے علاوہ تمام انسانوں کی عقل ایک جیسی نہیں اور ان کو وہ بصیرت بھی حاصل نہیں کہ مستقبل کے متعلق ٹھیک ٹھیک فیصلے صادر کر سکیں—— چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ صدیوں پہلے عقل نے جو اصول بنائے تھے وہ خود اس نے رد کر دیئے—— اس حقیقت سے عقل کی بے بسی ظاہر ہے۔ اس لئے ہم اس ذریعہ کو کیوں نہ قبول کریں جس کی رفتار عقل سے بہت تیز ہے اور جس کے فیصلے اٹل ہیں یعنی وحی—— اس میں خود ہمارا فائدہ ہے اور وہ یہ کہ عقل کے ذریعہ جو بات برسوں بلکہ صدیوں میں معلوم ہوتی ہے وحی چند لمحوں میں بتا دیتی ہے اور اس طرح وقت اور زندگی دونوں کا زیاں نہیں ہوتا اور انسان کو مختصر وقت میں بہت کچھ معلوم ہو جاتا ہے—— اس لئے وحی کو قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا عین عقل کے مطابق ہے اور سراسر انسان کے فائدے میں ہے۔ اس کا اندازہ اس وقت ہو گا جب قرآن و حدیث کے احکام اور دور جدید کے احکام و آئین کا تقابلی مطالعہ کریں گے۔

Marfat.com

جب انسان نے اس دنیا میں قدم رکھا تو دنیا کی ہر چیز اس کے لئے انجانی تھی' ایک اجنبی ماحول میں وہ خود کو تنہا محسوس کرتا ہو گا' غور کیجئے اگر وہ اپنی زندگی کی بنیاد عقل پر رکھتا تو اب تک صحرائی زندگی گزارتا لیکن یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے دنیا میں بھیج کر انسان کو وہ کچھ بتا دیا جو اس کو معلوم نہ تھا اور وحی کے ذریعہ اس کی رہنمائی فرما کر اس کو مہذب و متمدن بنایا۔

ہر ہر عمل کی اچھائی برائی معلوم کرنے کے لئے عقل کو برسوں کے تجربات درکار تھے لیکن جب اس زمین پر آیا تو اس کو فوری طور پر ان فیصلوں کی ضرورت تھی۔ وحی نے اس ضرورت کو پورا کیا اور اس کو صدیوں کی کلفت سے بچا دیا۔

فی الحقیقت وحی کے ذریعہ جو کچھ بتایا جاتا ہے وہ انسان کی اشد ضرورت ہوتی ہے—— جہاں انسان عاجز ہوتا ہے وہاں قدرت اس کی دست گیری فرماتی ہے۔ شیرخوار بچے کو کس حیرت انگیز طریقے سے رزق پہنچایا جاتا ہے—— بے آب و گیاہ میدانوں کو کس طرح سیراب کر کے باغ و بہار بنایا جاتا ہے—— پس اسی طرح عقل و دل کی بنجر زمین کو وحی کے ذریعہ سیراب کیا گیا اور اس ضرورت کو پورا کیا جس کے بغیر اس دنیا میں انسان کی زندگی اجیرن ہو جاتی—— یہ کیسی احسان فراموشی ہو گی کہ وہ رحیم و کریم ہماری طرف متوجہ ہو اور ہم اس کی بالکل پروا نہ کریں۔

سوال:۔ یہ کس طرح معلوم ہوا کہ قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں؟

جواب:۔ ایک انسان کامل جب مقام رسالت سے بولتا ہے تو اس کی آواز اور کلام عجیب و غریب تاثیر رکھتا ہے اور وہ انسان جن کو اپنی سخن دانی اور سخن گوئی پر غرور و تکبر ہے وہ ہکا بکا رہ جاتے ہیں—— اور جب وہی انسان خود کچھ کہتا ہے تو اس کی آواز اور کلام پہلی آواز اور پہلے کلام سے بالکل مختلف نظر آتا ہے۔ ایک ہی انسان کی آواز و کلام میں یہ

Marfat.com

حیرت انگیز فرق ناممکن ہے۔ یقیناً کوئی غیبی قوت ہے جو اس کی زبان سے گویا ہے۔ پس یہ اختلاف خود اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔

پھر یہ بات بھی قابل غور و فکر ہے کہ جو انسان صادق و امین ہے اور اس کی صداقت و امانت کا یہ عالم ہے کہ دشمن تک اس کے پاس اپنی امانتیں رکھتے اور سچا جانتے ہیں' جس نے زندگی بھر اپنے لئے اور نہ کسی دوسرے کے لئے جھوٹ بولا۔ ایسا صادق و امین انسان جب یہ کہے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے وہ اس کا کلام نہیں' خدا کا کلام ہے تو اس کو کیسے جھوٹ سمجھ لیا جائے۔ کیا ایسے سچے انسان سے یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ وہ خدا پر جھوٹ باندھے گا؟

اس کے علاوہ یہ بات بھی نظر میں رکھنی چاہئے کہ جو کچھ اس نے کہا اس سے اس کو فائدہ پہنچا یا نقصان۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا انسان ہے جو عمداً جھوٹ بول کر تکلیف میں مبتلا ہو؟ ہر انسان تکلیف سے نجات پانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے لیکن جب ایک انسان اعلان حق کرتا ہے اور چاروں طرف سے دشمن اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں' مگر وہ اس اعلان سے باز نہیں آتا' بے شک عقل کہتی ہے کہ یہ ایک غیبی پیغام ہے جو وہ لے کر آیا ہے' یہ قرآن کریم ہے یہ فرقان حمید ہے' یہ سراج منیر ہے۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ جو کچھ وہ پیغام دے رہا ہے' غلط نہیں' حرف بحرف صحیح ہے' جو وہ خبریں دے رہا ہے' ایک ایک کر کے سب پوری ہو رہی ہیں—— کیا کسی انسان نے صدیوں پہلے واقعات و حادثات کی خبریں دی ہیں اور ایسی صداقتوں کو آشکار کیا ہے جس کو عقل جھٹلا نہ سکی؟ ہرگز ہرگز ایسا انسان پیدا نہیں ہوا۔ پس بے شک قرآن کریم خدا کا کلام ہے اور اس کا کلام جھوٹا نہیں ہو سکتا اسی لئے قرآنی صداقتوں کو آج تک کوئی نہ جھٹلا سکا۔

Marfat.com

سوال:۔ کل کتنی کتابیں نازل ہوئی ہیں؟

جواب:۔ قرآن کریم میں صرف چار کتابوں کا ذکر ہے یعنی توریت (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی)' زبور (جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی)' انجیل (جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی) اور قرآن (جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا)۔ ان کتابوں کے علاوہ تقریباً ایک سو صحیفے حضرت آدم' حضرت شیث' حضرت ادریس' حضرت ابراہیم علیہم السلام پر نازل ہوئے۔ قرآن کریم میں صحیفوں کا بھی ذکر آیا ہے۔

سوال:۔ کیا سب کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے؟

جواب:۔ جی ہاں' سب کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے' کیونکہ سب اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔

سوال:۔ تو پھر ان پر عمل کرنا بھی ضروری ہو گا؟

جواب:۔ سوائے قرآن کے کسی کتاب پر عمل کرنا ضروری نہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھئے جیسے کسی ملک کا ایک آئین بنے' پھر انسانی حالات اور طبائع کے لحاظ سے دوسرا آئین نافذ کیا جائے' پھر انہیں وجوہات کی بناء پر تیسرا قانون نافذ کیا جائے۔۔۔ اس طرح ہر نیا قانون نافذالعمل ہو گا اور پچھلا قانون لائق احترام۔۔۔

اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل فرمائی پھر انسان کے بدلتے ہوئے حالات کے تحت دوسری کتاب نازل فرمائی پھر تیسری اور چوتھی لیکن جب حالات اور طبائع ایک راستہ پر لگ گئے اور ارتقائی عمل پورا ہو گیا تو قرآن حکیم نازل کیا گیا جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ جس طرح یہ چودہ سو سال پہلے قابل عمل تھا آج بھی قابل عمل ہے۔ یہ حقیقت اس کی ابدیت پر گواہ ہے۔

سوال:۔ کیا تمام کتابیں اپنی اصلی حالت میں ہیں؟

جواب:۔ سوائے قرآن حکیم کے کوئی کتاب اپنی اصلی حالت میں

Marfat.com

نہیں—— توریت عبرانی زبان میں نازل ہوئی تھی اور زبور و انجیل سریانی میں۔ یہ زبانیں مردہ ہو چکی ہیں۔ اس کے علاوہ تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ توریت اور انجیل حقیقی نہیں۔ اس میں بڑا رد و بدل ہوا ہے اس لئے لائق اعتماد نہیں۔

سوال:۔ ان کتابوں سے انسان کو کیا فائدہ پہنچا؟

جواب:۔ فائدہ تو ظاہر ہے' ان کتابوں سے انسان' انسان بنا—— اور حقیقت میں کتاب وہی ہے جو انسان کو انسان بنائے' خونخوار درندہ نہ بنائے۔

قرآن کریم کو لیجئے اس نے کس حیرت انگیز طریقے پر ایک قوم کی کایا پلٹ دی—— چرواہوں کو مالک تخت و تاج بنا دیا—— اور دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا اس انقلاب کے لپیٹ میں آگئی۔ یورپ کو روشنی دکھائی اور جہالت کی تاریکیوں سے نکالا اور آج بھی جہاں جہاں تعمیری انقلابات آ رہے ہیں وہ سب قرآن حکیم اور تعلیمات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرہون منت ہیں۔ اگر انقلابیوں کے حالات اور ان کے ادب کا مطالعہ کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو سکتی ہے۔ قرآن حکیم کے ترجمے دنیا کی سو سے زیادہ زبانوں میں ہو چکے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انقلابی ایک ایسی کتاب کو نہ پڑھے جس نے صدیوں پہلے ایک انقلاب آفریں پیغام دے کر دنیا اور دنیا والوں کی قسمت پلٹ دی تھی۔

سوال:۔ آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کا کیا مقام ہے؟

جواب:۔ جو مقام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء و رسل علیہم السلام میں حاصل ہے وہی مقام دوسری آسمانی کتابوں میں قرآن کریم کو حاصل ہے۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں اسی طرح قرآن حکیم خاتم الکتب ہے۔

سوال:۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قرآن کریم جمع کر لیا گیا تھا؟

Marfat.com

جواب:۔ بے شک بعض احادیث اور روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں قرآن کریم جمع کر لیا گیا تھا۔ ایک حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کام حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایماء پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انجام دیا تھا لیکن یہ بات قطعی ہے کہ قرآن کریم کی سورتوں کی ترتیب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق رکھی گئی ہے۔

سوال:۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو جامع قرآن کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب:۔ اگر جامع کا لفظ تدوین کے معنی میں استعمال کیا جائے تو صحیح نہیں۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ آپ نے قرآن کو ایک قرات پر جمع کیا اور مختلف نسخے اس قرات کے مطابق نقل کر کے تمام مفتوحہ علاقوں میں ارسال فرمائے۔

سوال:۔ کیا قرآن کریم اسی صورت میں لکھا ہوا تھا جیسا آج کل ہم لوگ پڑھتے ہیں؟

جواب:۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت کے قرآنی اوراق اور قلمی نسخے جو آج بھی موجود ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت قرآن کریم خط کوفی میں لکھا جاتا تھا اور حروف پر نقطے بھی نہیں لگائے جاتے تھے۔ اعراب کا تو سوال نہیں پیدا ہوتا کہ قرآن کریم اہل عرب کی زبان میں نازل ہوا تھا ـــــ نقطے اور اعراب پہلی صدی ہجری کے آخر میں حجاج بن یوسف نے لگوائے تاکہ عجمیوں کو قرآن حکیم پڑھنے میں دقت محسوس نہ ہو۔

سوال:۔ کیا قرآن کو تسلیم کر لینا کافی ہے؟

جواب:۔ اگر مریض کے لئے نسخے میں لکھی ہوئی ادویات کو تسلیم کر لینا کافی ہوتا اور اس سے اس کی صحت یابی ممکن ہوتی تو یہ کہا جاتا کہ تسلیم کر لینا کافی ہے لیکن قرآن کتاب حکمت ہے۔ اس کو سمجھنا اور اس

Marfat.com

پر عمل کرنا دونوں ضروری ہیں—— سمجھنا اس لئے تاکہ عمل کیا جا سکے اور عمل کرنا اس لئے تاکہ زندگی بنائی جا سکے' جسمانی اور روحانی صحت حاصل کی جا سکے۔

Marfat.com

انبیاء ورسل

سوال:- کیا انسان کی ہدایت کے لئے رسول کی ضرورت ہے؟

جواب:- عرض کیا جا چکا ہے کہ انسانی ہدایت کے لئے کتاب اللہ کی ضرورت ہے' اب لامحالہ ایسے انسان کی ضرورت ہو گی جو اس کتاب کا حامل ہو اور جس کی سیرت اس کتاب کا آئینہ ہو کیونکہ انسان کی فطرت ہے کہ وہ پڑھ کر نہیں' دیکھ کر بنتا ہے۔

سوال:- رسول کی کیا پہچان ہے اور اس کی کیا نشانیاں ہیں؟

جواب:- انسانوں کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو تین طرح کے انسان ملتے ہیں:

۱۔ ایک وہ جو گناہ کی راہ اختیار کرتے ہیں اور ان کو اس غلطی کا احساس تک نہیں ہوتا۔

۲۔ دوسرے وہ جو گناہ کرتے ہیں لیکن احساس گناہ کی وجہ سے ان کا نفس ملامت کرتا ہے اور ندامت اور شرمساری محسوس کرتے ہیں۔

۳۔ تیسرے وہ جو نیکی کی راہ اختیار کرتے ہیں اور ان کے دل میں بدی کا خطرہ تک نہیں گزرتا۔

نوع انسانی کے لئے اگر کوئی ہادی اور راہبر بن سکتا ہے تو وہ یہی تیسری قسم کا انسان ہے جس کو انسان کامل کہا جاتا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد ہے:

"(اے مسلمانو!) تمہارے آقا نہ گمراہ ہوئے اور نہ بھٹکے اور وہ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے بلکہ وہی کہتے ہیں جو

Marfat.com

کہلوایا جاتا ہے۔" (النجم: ۲ تا ۴)

اس آیت کریمہ کی روشنی میں ہادی برحق اور رسول کے لئے یہ اصول مرتب کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ وہ گمراہ نہ ہو کہ جو خود گمراہ ہے وہ دوسروں کو راہ راست پر کیسے لگا سکتا ہے!

۲۔ وہ راستہ سے بھٹکا ہوا بھی نہ ہو کہ جو خود بھٹک جائے وہ دوسروں کو منزل تک نہیں پہنچا سکتا۔

۳۔ وہ جو کچھ کہتا ہے جو خواہش نفس سے نہ کہتا ہو بلکہ جذبات اس کے تابع ہوں' وحی الٰہی سے مستفیض ہو اور وہ کچھ بتاتا ہو جو انسانی عقل نہیں بتا سکتی۔

سوال:۔ یہ بات تو بڑی عجیب ہے کہ خدا اپنے بندوں کو نبی اور رسول بنا کر بھیجتا ہے اور ان سے کلام کرتا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

جواب:۔ ہمیں وہ بات عجیب معلوم ہوتی ہے جس کا ہمیں علم نہیں ـــ اور جب علم ہوتا ہے تو وہی عجیب بات معمولی ہو جاتی ہے ـــ ماضی کی بہت سی عجیب باتیں اب معمولی ہو چکی ہیں اور حال کی بہت سی عجیب باتیں مستقبل میں معمولی ہو جائیں گی۔ تو درحقیقت نبیوں اور رسولوں کا آنا انہیں کے لئے عجیب ہے جن کو حقیقت کا علم نہیں' جن کو علم ہو گیا ان کے لئے عجیب نہیں۔

عام انسانوں اور جانوروں کے حواس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چیونٹی کی قوت شامہ' چیل کی قوت باصرہ' ٹڈے کی قوت سامعہ اور چمگادڑ کی قوت لامسہ حیرتناک ہے اور عام انسانوں سے کہیں زیادہ ـــ تو جب معمولی جانوروں کا یہ حال ہے تو ایک انسان کامل جب یہ دعویٰ کرتا ہے کہ نامعلوم حقیقت کی طرف سے آوازیں سنائی دے رہی ہیں جو عام لوگ نہیں سن سکتے تو اس میں تعجب کی کون سی بات ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو یقیناً تعجب کی بات تھی کہ انسان کے لئے تو یہ فرمایا ہے:

Marfat.com

"اور بے شک ہم نے انسان کو سب سے اچھی ساخت میں بنایا۔" (والتین)

اللہ تعالیٰ قدم قدم پر انسان کی دستگیری فرماتا ہے' جہاں انسان اپنی تربیت سے عاجز ہے وہاں خدا تعالیٰ خود تربیت و پرورش کا بندوبست فرماتا ہے۔۔۔ پیدائش کے فوراً بعد شیر مادر سے سیراب فرماتا ہے اور آج تک کوئی معلوم نہ کر سکا کہ یہ فیض کہاں سے جاری ہوا؟۔۔۔ جس نے انسان کی جسمانی بھوک و پیاس دور کرنے کے لئے یہ حیرت انگیز اہتمام فرمایا وہ اس کی روحانی بھوک و پیاس دور کرنے کے لئے کیوں اہتمام نہ فرماتا۔۔۔ اس نے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا اور آج تک اہل عقل حیران ہیں کہ یہ فیض کہاں سے جاری ہوا۔۔۔ جس طرح شیر مادر سے سیراب ہونے والے بچے کی اٹھان قابل دید ہے۔ اسی طرح سیرابی روح کے بعد انسان کی اٹھان دیدنی ہوتی ہے۔

سوال:۔ رسول کس کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ جس کو اللہ تعالیٰ نبوت دے کر مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے تاکہ انسان اپنے خدا سے واقف ہو' اس کی عبادت میں مصروف ہو اور برے اور بھلے کاموں کی تمیز حاصل کر کے اپنی عاقبت سنوارے۔

سوال:۔ نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ رسول پر کتاب نازل ہوتی ہے اور نبی پر نہیں ہوتی۔ دونوں کا کام دعوت و تبلیغ ہے اس لئے ہر رسول' نبی ہوتا ہے لیکن ہر نبی' رسول نہیں ہوتا۔

سوال:۔ کیا عورتوں میں بھی نبی ہوتے ہیں؟

جواب:۔ جی نہیں عورتوں میں نبی نہیں ہوتے لیکن عورتوں کے حصے میں یہ سعادت آئی کہ ان کو انبیاء و رسل کی ماں بننے کا شرف حاصل ہوا۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے شرف و بزرگی سے ان کو بھی محروم نہ رکھا۔۔۔ اس کے ہاں غیر فطری مساوات نہیں' وہ فطرت کے مطابق نوازتا ہے۔

Marfat.com

سوال:۔ پہلا نبی کون ہے اور آخری نبی کون؟

جواب:۔ پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

سوال:۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا ہو گا؟

جواب:۔ جی نہیں' اگر ایسا ہوتا تو حضور خاتم النبین نہ ہوتے۔ حق جل مجدہ' کی طرف سے قرآن کی حفاظت اور سیرت رسول علیہ الصلوۃ والسلام کی حفاظت میں یہ اعلان:

"اور ہم نے تمہارے لئے تمہارے ذکر کو بلند کر دیا"۔

(الانشراح)

مستقبل میں کسی متوقع نبی کی ضرورت کو خود بخود ختم کر دیا۔ جب قرآن بھی موجود ہے اور سیرت رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم بھی تو پھر کسی نبی کی ضرورت کیا رہ گئی؟—— اللہ تعالیٰ بغیر ضرورت کسی کو نہیں بھیجتا۔

سوال:۔ کیا سب نبی اور رسول برابر ہیں؟

جواب:۔ جی نہیں' سب برابر نہیں' خود قرآن کریم میں فرق مراتب کا ذکر کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"یہ رسول ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر ہم نے شرف و بزرگی دی۔" (البقرۃ:۲۵۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور رسل میں افضل ہیں جو نبیوں اور رسولوں میں افضل ہے وہ تمام انسانوں میں کیوں نہ افضل ہو گا؟

سوال:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم نے کیا بیان کیا ہے؟

جواب:۔ دیکھا جائے تو قرآن کل کا کل سیرت رسول ہی ہے—— ویسے قرآن کریم میں بہت سی آیات ہیں۔ بعض میں آپ کے عجز و انکسار کا ذکر ہے—— اور بعض میں آپ کے جلالت و جبروت کا—— دوسری

Marfat.com

قسم کی آیات میں بالعموم اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں سے خطاب فرمایا ہے اور پہلی قسم کی آیات میں حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبانی مسلمانوں سے خطاب فرمایا ہے—— مسلمان کو آپ کی عظمت و بزرگی اور عشق و محبت کی دل میں پرورش کرنی چاہئے اور ایسے خیالات فاسدہ کو دل سے نکال دینا چاہئے جو مقام محبت سے گرا کر کفار و مشرکین کی صف میں لا کھڑا کریں۔

قرآن کی مختلف صورتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن و آداب بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً

آل عمران' مائدہ' توبہ' شعراء' احزاب' قلم' بنی اسرائیل' نجم وغیرہ

۱۔ سورۂ توبہ میں فرمایا—— "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے کہ ان کو راضی کیا جائے۔"

۲۔ سورۂ قلم میں فرمایا—— "آپ کے اخلاق اعلیٰ ہیں اور آپ کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔"

۳۔ سورۂ توبہ میں فرمایا—— "جب تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم اللہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور راہ خدا میں جہاد کو اپنے والدین' اولاد' مال و دولت' مکانات و محلات اور مال تجارت سب سے زیادہ محبوب نہ رکھو۔"

۴۔ سورۂ احزاب میں فرمایا—— "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے والد نہیں ہیں وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبین یعنی آخری نبی ہیں۔"

۵۔ سورۂ نجم میں فرمایا—— "تمہارے آقا نہ بھٹکے اور نہ بہکے اور یہ وہی کہتے ہیں جو ان کی طرف وحی کیا جاتا ہے۔"

۶۔ سورۂ اسریٰ میں فرمایا—— "پاک ہے وہ جو راتوں رات اپنے بندے کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا جس کے اردگرد برکت ہی برکت ہے' (اس لئے لے جایا گیا) تاکہ ہم اس کو اپنی نشانیاں

Marfat.com

دکھائیں۔"

۷۔ سورۂ ضحیٰ میں فرمایا—— "تمہاری آنے والی گھڑیاں پچھلی گھڑیوں سے بہتر ہیں' تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔"

بہت سی آیات ہیں کہاں تک بیان کیا جائے گا اور کس کس کا ذکر کیا جائے؟

سوال:۔ کیا میدان محشر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے؟

جواب:۔ جی ہاں' شفاعت کبریٰ سے آپ ہی کو مشرف کیا جائے گا—— جب تمام انبیاء و رسل خشیت الٰہی سے لرزاں و ترساں ہوں گے تو آپ ہی حضور حق جل مجدہ' تمام مخلوق کی شفاعت فرمائیں گے اور مقام محمود پر فائز ہوں گے۔

سوال:۔ معراج کس کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بنفس نفیس آسمان پر جانے' قرب الٰہی سے مشرف ہونے اور جنت و دوزخ کی سیر کرنے کو معراج کہتے ہیں—— اس کا کچھ ذکر سورۂ اسریٰ میں ہے اور اور کچھ سورۂ نجم میں اور احادیث میں بہت تفصیل آئی ہے۔

سوال:۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء اور ملائکہ کے سردار ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں! اس آیت سے آپ کا سردار انبیاء ہونا ثابت ہوتا ہے:

"اور جس وقت اللہ نے پیغمبروں سے یہ عہد لیا کہ جو کچھ تم کو کتاب و حکمت سے دوں ایک پیغمبر اس کی تصدیق کرنے آئے گا' تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ اللہ نے کہا "کیا تم اقرار کرتے ہو؟"—— سب نے کہا

Marfat.com

"ہاں! ہم نے اقرار کیا"—— اللہ نے فرمایا کہ "شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہد ہوں' پس جو اس عہد کے بعد پھر جائے وہ گمراہ و نافرمان ہے۔" (آل عمران)

سوال:۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو کوئی جان سکتا ہے؟

جواب:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت تو بڑی چیز ہے' انسان کو خود اپنی خبر نہیں—— آپ کی حقیقت سوائے خدا کے کسی کو نہیں معلوم اس لئے اس مسئلے پر بحث کرنے سے ادباً بچنا چاہئے اور دل میں آپ کی محبت اور عظمت کی پرورش کرنی چاہئے۔ عاشق' محبوب کی حقیقت دریافت نہیں کرتا اس کو تو سرفروشی اور جاں نثاری کے سوا کچھ کام نہیں۔

سوال:۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اب بھی جاری ہے؟

جواب:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں اور رحمت کا سلسلہ ہرگز منقطع نہیں ہوا۔ آپ کی حیات مبارکہ کو سمجھنے کے لئے قرآن کریم کی اس آیت کو ملاحظہ کریں جس میں شہداء کے لئے کہا گیا ہے کہ وہ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ ظاہر ہے کہ شہید کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے طفیل ہی شہادت ملی ہے اس لئے جس کے طفیل زندگی ملے وہ زندگی سے کیسے محروم رہ سکتا ہے؟

اس کے علاوہ اس حقیقت کو بھی سامنے رکھنا چاہئے کہ شہید کا ترکہ تقسیم ہوتا ہے اور اس کی ازواج سے دوسرے شادی کر سکتے ہیں—— لیکن رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ترکہ تقسیم نہیں ہوا اور آپ کی ازواج کو دوسروں کے لئے حرام کر دیا گیا کہ وہ مومنین کی مائیں ہیں—— اس سے معلوم ہوا کہ حضور

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ شہداء سے کہیں عالی و بلند ہے۔

سوال:۔ بعض لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں' کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہنا تو بڑی بے باکی اور گستاخی کی بات ہے' جلیل القدر فرشتوں اور پیغمبروں جیسا بھی نہیں کہہ سکتے کہ آپ سب کے سردار ہیں—— ہیرا اگرچہ پتھر ہے مگر کوئی ناداں اس کو پتھر نہیں کہتا' ہیرے اور عام پتھر میں کوئی نسبت ہی نہیں' وہ انمول ہے اور اس کو کوڑیوں کے مول بھی کوئی لینے کے لئے تیار نہیں۔

سوال:۔ کیا دوسرے مذاہب نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی ہے؟

جواب:۔ جی ہاں' خصوصاً ان مذاہب نے جنہوں نے دین وحید اسلام سے ٹوٹ کر اپنا الگ راستہ بنا لیا ہے۔ تحریف کے باوجود توریت و انجیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ انجیل برناباس میں تو متعدد مقامات پر صاف صاف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی محمد اور احمد بھی آیا ہے۔ گوتم بدھ کے متعلق لکھا ہے کہ اس نے مرتے وقت اپنے چیلے سے یہ بات کہی کہ "غمگین نہ ہو اپنے وقت پر ایک رسول آئے گا جس کو لوگ "میتریا" (رحمتہ للعالمین) کہیں گے۔ میں آخری نبی نہیں" ہندوؤں کی مذہبی کتابوں آتھروید' رگھ وید' یجروید اور راسنگ رام وغیرہ میں صراحت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ملتا ہے۔

سوال:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جشن ولادت منانا کیسا ہے؟

Marfat.com

جواب:۔ بہت ہی خوب ہے' آپ ہی کی وجہ سے یہ مجلس کائنات سجائی گئی' یہ سبزہ و گل' یہ آفتاب و ماہتاب اور یہ ستارے آپ ہی کے دم قدم کا ظہور ہیں۔ اس لئے جشن میلاد منانا تو باعث برکت و رحمت اور موجب الفت و محبت ہے۔ ہاں اس میں کوئی ایسی بات نہ ہونی چاہئے جو خلاف شرع ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا رسانی کا باعث ہو۔

سوال:۔ بعض حضرات صلوٰۃ و سلام کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں' کیا یہ عمل صحیح ہے؟

جواب:۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں' حدیث میں آتا ہے کہ درود و سلام کے تحفے فرشتے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں' ایسی صورت میں جب پیش کیا جائے گا تو عاشقوں کی ہیئت کا بھی ذکر کیا جائے گا جو موجب مسرت ہو گا۔ بہت سے علماء و صوفیاء کا اس پر عمل رہا ہے اس لئے اس کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ طریقہ عہد رسالت میں رائج نہ تھا اور نہ عہد صحابہ و تابعین میں؟

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجتے ہیں' اس کے بہت سے فرشتے بھی بحالت قیام درود بھیج رہے ہیں تو قیام میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحسن ہے۔ فی زمانہ سامعین سرکاری محفلوں میں قومی ترانے کے وقت کھڑے ہوتے ہیں حالانکہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ترانہ تھا اور نہ اس کا یہ احترام۔ پھر نہ معلوم صرف صلوٰۃ و سلام پر کیوں پابندی ہے؟

ایک نکتہ پیش نظر رہے کہ آیت شریفہ میں جو صلوٰۃ و سلام کا ذکر کیا گیا ہے اس میں استمرار ہے۔ یعنی کوئی وقت خالی نہ رہنے پائے' ہر وقت درود و سلام پڑھتے رہئے۔ لیکن حالت اذان اور نماز میں یہ استمراری کیفیت ختم ہو سکتی تھی مگر یہاں بھی محبوب کے ذکر اور درود و سلام کو شامل کر کے استمراری حالت کو قائم رکھا۔ سبحان اللہ' سبحان اللہ!! (مسعود)

Marfat.com

جواب:- کسی چیز کا ان مبارک عہدوں میں نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ ناجائز ہے البتہ ممانعت کی گئی ہو تو یقیناً ناجائز ہے لیکن ہم نے بہت سی ایسی چیزوں کو بھی جائز کر لیا ہے جس کی حدیث شریف میں ممانعت ہے' شاندار مکانات بنانے کی ممانعت ہے' بڑے بڑے شہر آباد کرنے کی ممانعت ہے' اب چاہئے کہ مکانات ڈھا دیئے جائیں اور شہر ویران کر دیئے جائیں تو جب ایسی بہت سی چیزیں ہم برداشت کر رہے ہیں جس میں سراسر نقصان ہے تو ایسی چیز کو کیوں برداشت نہیں کر سکتے جس کی کہیں ممانعت نہیں کی گئی اور جس میں دنیا اور آخرت دونوں کا نفع ہے۔

Marfat.com

حشر و نشر

سوال:۔ کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا کے بعد کسی آنے والی دنیا کی خبر دی ہے؟

جواب:۔ قرآن کریم میں حشر و نشر اور جنت و دوزخ کی خبر دی گئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا ہے یعنی جو کچھ اس دنیا میں کیا جائے گا اس کی جزا و سزا آخرت میں ضرور ملے گی۔ ظالم اپنے ظلم کا مزہ چکھے گا اور مظلوم اپنی مظلومیت کی جزا پائے گا۔ اگر آخرت کا تصور سامنے نہ ہوتا تو ظلم و ستم اور مظلومیت کا عقدہ حل نہ ہو سکتا تھا اور انسانی زندگی ناتمام معلوم ہوتی۔

سوال:۔ آخرت کس کا نام ہے اور یہ کون سی منزل ہے؟

جواب:۔ موت کے بعد جنت و دوزخ میں داخل ہونے یا قیام قیامت تک کے عرصہ کو آخرت کہا جاتا ہے اس دنیاوی زندگی کے بعد یہی منزل درپیش ہے۔

سوال:۔ بعض لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں' ان کے لئے بھی کچھ فرمائیں۔

جواب:۔ جو لوگ دوسری زندگی کے منکر ہیں وہ یقیناً پہلی زندگی کا اقرار کرتے ہیں' سوال یہ ہے کہ جو زندگی ایک بار ممکن ہے دوسری بار کیوں ممکن نہیں؟ قرآن کریم نے یہی دلیل پیش کی ہے اور بہار و خزاں کے مناظر کی طرف متوجہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو خدا ایک بار وجود میں لا سکتا ہے وہ فنا کر کے دوبارہ وجود میں کیوں نہیں لا سکتا؟

Marfat.com

آخرت میں جی اٹھنے والی بات آخرت کے ساتھ ہے' دنیاوی زندگی کے طویل دور میں انسان کے اپنے وجود میں کئی انقلابات آتے ہیں اور یہ کہا جائے تو بجا ہو گا کہ ایک جوان وہ نہیں جو بچپن میں تھا اور ایک بوڑھا وہ نہیں جو جوانی میں تھا یعنی اس کا گوشت و پوست اور ہڈیاں تک سب بدل چکی ہیں حالانکہ اس کو ہم مستقل زندہ دیکھ رہے ہیں مگر وہ کئی بار مر کر جی چکا ہے۔

اس کے علاوہ اس حقیقت پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جو خیالات ہمارے دل میں گزرتے ہیں ہم بہت جلد انہیں بھول جاتے ہیں مگر پھر بھی وہ زندہ رہتے ہیں اور وقتاً" فوقتاً" ابھرتے رہتے ہیں اور اس میں ہمارے ارادے کو دخل نہیں ہوتا—— یہ حافظہ کے علاوہ کوئی اور چیز ہے جس پر ہمیں قدرت حاصل نہیں ہوتی—— ماہر نفسیات یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ خیالات اس اہتمام کے ساتھ کس عظیم مقصد کے لئے جمع کئے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے وہ عظیم مقصد آخرت کی زندگی ہی ہو سکتی ہے۔

یہ نکتہ بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ انسان کے دل میں زندہ رہنے کی ایک تڑپ ہے جس طرح معبود کے آگے جھکنے کی ایک تڑپ ہے۔ انسانی فطرت خود بتا رہی ہے کہ وہ زندہ رہے گا اور مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے مٹی میں نہیں ملا دیا جائے گا۔ ورنہ اس کے اندر جینے کی اتنی شدید تڑپ نہیں ہوتی۔

سوال:۔ قیامت کس کو کہتے ہیں اور یہ کون سا عظیم حادثہ ہے؟

جواب:۔ قرآن کریم میں جا بجا اس عظیم حادثے کا ذکر کیا گیا ہے۔ جبکہ یہ پورا نظام شمسی درہم برہم ہو کر رہ جائے گا اور کائنات الٹ پلٹ ہو جائے گی۔ مرنے کے بعد سب جی اٹھیں گے' خداوند قدوس کے حضور پیشی ہو گی اور اپنے اپنے اعمال کی جزا اور سزا پائیں گے۔(۱)

۱۔ ایک جغرافیہ دان نے لکھا ہے کہ ہمارے آباد شہروں اور ریتلے سمندروں کے نیچے ایک قدرتی جہنم دہک رہی ہے یا یوں کہنا چاہئے کہ ہم ایک عظیم ڈائنامیٹ کے اوپر کھڑے ہیں جو کسی وقت بھی پھٹ کر سارے نظام ارضی کو درہم برہم کر سکتا ہے۔ (مسعود)

Marfat.com

سوال:۔ قیامت کب آئے گی؟

جواب:۔ قرآن و حدیث میں اس کا وقت اور دن و تاریخ تو نہیں بتائی گئی البتہ اس کے آثار اور نشانیاں ضرور بتا دی ہیں جن میں بہت سی ظاہر ہو چکی ہیں اور بہت سی ظاہر ہو رہی ہیں اور بہت سی آئندہ ظاہر ہوں گی۔۔۔ من جملہ ان کے یہ بھی ہیں کہ آفتاب مغرب سے نکلے گا۔۔۔ دنیا میں ایک دھواں پھیل جائے گا۔۔۔ مشرق و مغرب میں زمین تین جگہ دھنس جائے گی۔۔۔ یمن کی طرف سے ایک آگ نمودار ہو گی۔۔۔ قرآن مجید اٹھا لیا جائے گا۔۔۔ اور دنیا میں کافر ہی کافر رہ جائیں گے۔

سوال:۔ آخرت پر یقین کیوں ضروری قرار دیا گیا؟

جواب:۔ آخرت پر یقین سے انسانی زندگی میں بہار آ گئی ہے ورنہ سوائے مایوسی اور ناامیدی کے کچھ حاصل نہ ہوتا۔۔۔ موت اور پھر کچھ نہیں۔۔۔ زندگی ایک تماشا بن کر رہ جاتی۔۔۔ تصور آخرت نے انسانی نظر میں وسعت پیدا کی۔ وہ محدود عالم سے نکل کر ایک لامحدود عالم میں داخل ہوا۔ اگر یہ لامحدود عالم نہ ہوتا تو زندگی کتنی مختصر، کتنی بے اثر اور کتنی محدود ہوتی۔۔۔ اور خدا پر ایمان لانے کے بعد یہ عقدہ نہیں کھلتا کہ آخر دنیا کو کیوں بنایا گیا اور اعمال کی رنگا رنگی سے کیوں سجایا گیا؟

سوال:۔ کیا مرکر انسان نیست و نابود ہو جاتا ہے؟

جواب:۔ ہرگز نہیں، جسم ضرور نابود ہو جاتا ہے اور وہ بھی بعض انسانوں کا، البتہ روح زندہ رہتی ہے اور مرنے کے بعد سے قیامت تک اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی نیکیوں سے مستفیض ہوتی رہتی ہے، گویا مرنے کے بعد بھی ترقی کا عمل ختم نہیں ہوتا اور عالم برزخ میں کچھ نہ کچھ ملتا رہتا ہے۔

اس کے علاوہ ہماری زندگی پر اس تصور کا اثر بہت گہرا ہوتا ہے۔ انسان کو خارجی خوف اور ڈر موثر طریقے پر برائیوں سے نہیں روک

Marfat.com

سکتا۔ جب تک وہ خوف اندر نہ ہو۔ مثلاً ایک ملازم اپنے افسر سے اسی وقت تک خائف رہتا ہے جب تک وہ اس کے سامنے ہے' پیٹھ پیچھے جو چاہے کر گزرتا ہے لیکن خدا کے حضور آخرت میں جوابدہی کا احساس انسان کو خلوتوں اور تنہائیوں میں بھی برائیوں سے روکے رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آخرت پر یقین کامل ہوتا ہے تو عظیم معاشرہ جنم لیتا ہے۔

سوال:۔ روح کی حقیقت کیا ہے اور یہ کس شئے کا نام ہے؟

جواب:۔ قرآن کریم نے بڑی آسانی سے اس عقدہ کو حل کر دیا ہے جو آج تک حل نہ ہو سکا۔۔۔ قرآن کریم میں روح کو "امر رب" کہا گیا ہے۔ یعنی "حکم الٰہی" یا "فرمان شاہی"۔۔۔ فرمان شاہی میں کاغذ و حروف فرمان نہیں بلکہ وہ روح فرمان ہے جو کاغذ و حروف میں چھپی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ایک فرمان سے دوسرا فرمان بے اثر نہیں ہوتا۔ پس اسی طرح جسم انسانی بمنزل کاغذ و حروف کے ہے اور روح بمنزل فرمان الٰہی کے۔ پس روح وہ نادیدنی حکم ہے جو فرمان میں چھپا ہوتا ہے اور اسی سے اس فرمان کی قدر و منزلت ہوتی ہے۔

سوال:۔ قبر کی حقیقت کیا ہے؟

جواب:۔ حقیقت میں قبر اس گڑھے کا نام نہیں جس میں لاش کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ عالم برزخ کو قبر کہا جاتا ہے جس میں انسان مرنے کے بعد سے قیامت تک رہتا ہے۔ اس طرح حادثے یا طبعی موت سے مرنے والے ہر انسان سے اسی عالم میں سوال و جواب کیا جائے گا۔

سوال:۔ عالم برزخ میں قیامت تک رہنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ وجوہات تو بہت سی ہیں من جملہ ایک وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ انسان اپنے پس ماندگان کے اعمال جاریہ اور صدقات و خیرات سے مستفع ہوتا رہے اور اس کا بار گناہ کچھ ہلکا ہو۔ گویا دنیاوی مہلت کے بعد یہ دوسری برزخی مہلت ہے۔ اول الذکر میں خود انسان اپنے لئے منافع

Marfat.com

جمع کر سکتا ہے اور موخر الذکر میں وہ مجبور ہو جاتا ہے اور دوسرے اس کے لئے منافع جمع کرتے ہیں۔

سوال:۔ کیا عالم برزخ میں روحیں آپس میں ملتی ہیں؟

جواب:۔ بے شک مومنوں کی روحیں آپس میں ملتی ہیں اور اپنے عزیزوں کے حالات دریافت کرتی ہیں۔۔۔ چونکہ اس وقت روحیں جسموں سے علیحدہ ہوتی ہیں اس لئے اس رکاوٹ کے ختم ہونے کے بعد ان کے اختیار و قوت میں حیرت انگیز اضافہ ہو جاتا ہے۔

سوال:۔ کیا پس ماندگان کی نیکیاں اور صدقات اور خیرات مرنے والے کو نفع پہنچاتے ہیں؟

جواب:۔ بے شک اعمال جاریہ صدقات و خیرات مرنے والے کو نفع پہنچاتے ہیں۔ اس لئے میت کے عزیزوں کو اس کی طرف سے غافل نہ رہنا چاہئے خصوصاً اولاد کو کہ ان کے اعمال کا ان کے والدین سے گہرا تعلق ہے۔۔۔ زندگی میں انسان' انسان کا محتاج ہے' مرنے کے بعد تو احتیاج اور بڑھ جاتی ہے کہ مرنے والا کچھ کر نہیں سکتا ماسوائے خدا کے محبوبوں کے۔

سوال:۔ دنیا کے کاموں کا آخرت کی زندگی سے کیا تعلق ہے؟

جواب:۔ بہت قوی تعلق ہے' اگر یہ تعلق نہ ہوتا تو انسانی اعمال بے نتیجہ ہو کر رہ جاتے۔ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ آخرت کے سارے امور کا دارومدار دنیا ہی کے اچھے برے کاموں پر ہو گا۔ گویا دنیا نہ ہو تو آخرت کا تصور بے اثر ہو کر رہ جائے۔

دوسرے مذاہب نے بھی اس حقیقت کو کسی نہ کسی رنگ میں تسلیم کیا ہے۔ آخرت کے تصور پر یقین کامل ہو جائے تو پھر دنیا کے سب کام سنور جائیں' یہ ایک تصور ہزار ناصحانہ تقریروں پر بھاری ہے اسی لئے عہد رسالت میں ہمیں تقریروں سے زیادہ عمل نظر آتا ہے کہ یقین کے بعد زبان نہیں چلتی ہاتھ پیر چلتے ہیں۔

Marfat.com

سوال:- حساب کتاب کس طرح ہو گا؟

جواب:- دو فرشتے جن کو کراماً کاتبین کہا جاتا ہے ہر انسان کے ساتھ ہیں اور ایک ایک لمحہ کی تفصیلات محفوظ کر رہے ہیں۔ یہی اعمال نامہ قیامت کے دن انسان کے سامنے پیش کیا جائے گا اور اس پر خود اس کا تحت الشعور اور ہاتھ پیر گواہ ہوں گے۔ اس تصور سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خدا کی عدالت میں بغیر فرد جرم دکھائے سزا نہیں ملے گی کیونکہ یہ بات عدل کے خلاف ہے اور وہ عادل مطلق ہے۔

سوال:- میزان سے کیا مراد ہے؟

جواب:- میزان کی حقیقت تو اللہ ہی کے علم میں ہے البتہ اس کی روح عدل و انصاف کا قیام ہے۔ پہلے میزان (ترازو) کی ایک صورت تھی یعنی ایک ڈنڈی اور دو پلڑے لیکن اب قسم ہا قسم کے میزان ایجاد ہو گئے ہیں اس لئے اس کی حقیقت کو خدا پر چھوڑ دینا چاہئے البتہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح میزان کے ذریعہ عدل عالم آشکار ہوتا ہے اسی طرح مولیٰ تعالیٰ کا عدل عالم آشکار ہو گا اور مجرمین خود اس کا مشاہدہ کریں گے اور ایسا عدل نہ ہو گا کہ جس کا علم صرف علم الٰہی میں ہو کہ یہ بات تقاضائے عدل کے خلاف ہے کہ منصف کو سب کچھ معلوم ہو اور ملزم و مجرم کو کچھ نہ معلوم ہو۔

سوال:- پل صراط کس کا نام ہے؟

جواب:- اس پل کی حقیقت بھی خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ سب انسان اس پر سے گزریں گے اور اپنی صلاحیت و لیاقت کے مطابق اس کو عبور کریں گے اور اس طرح جنتی جنت میں جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔

سوال:- ثواب و عذاب کس طرح ملے گا؟

جواب:- قرآن و حدیث میں سزا و جزا کی تفصیلات موجود ہیں اور اس کی حقیقت اللہ کے علم میں ہے۔ قرآن شریف میں جنتیوں کے آرام و

Marfat.com

آسائش اور دوزخیوں کی تعذیب و تادیب کا ذکر موجود ہے۔ ان دیکھی چیزوں کو سمجھانے کے لئے انہیں چیزوں سے تشبیہ دی جاتی ہے جو نظروں کے سامنے ہوں۔ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ چیزیں ہو بہو ایسی ہوں جیسی ہم دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے جنت کی آسائشوں اور دوزخ کی کلفتوں کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔

Marfat.com

ارکان و احکام

سوال:- خدا اور رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے احکام کتنے ہیں؟

جواب:- احکام تو بہت ہیں جو قرآن و حدیث میں موجود ہیں البتہ چند احکام بتا دیئے جاتے ہیں جو ہر انسان کے لئے ضروری ہیں--- صدقات و خیرات دینا--- ظاہر و باطن ایک رکھنا--- منافقت نہ کرنا--- ہاتھ اور زبان سے کسی پر ظلم نہ کرنا--- شراب نہ پینا--- زنا نہ کرنا--- سود نہ لینا--- اخلاق سے پیش آنا--- بدخلقی سے پیش نہ آنا--- پورا پورا تولنا--- جھوٹ نہ بولنا--- وعدہ خلافی نہ کرنا--- مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھنا اور ہر مسلمان کا خیرخواہ رہنا--- بزرگوں کی عزت کرنا--- چھوٹوں پر شفقت کرنا اور اہل و عیال کے ساتھ محبت و شفقت سے پیش آنا--- والدین کی اطاعت و فرماں برداری کرنا اور ان کو کسی حالت میں نہ جھڑکنا اور نہ ان کی حکم عدولی کرنا--- مرحومین کے لئے ایصال ثواب کرنا--- چھوٹے بڑے گناہوں کو ہلکا نہ جاننا--- مذاق میں دل لگی میں خدا اور رسول کی جناب میں گستاخی نہ کرنا' اہل بیت اور اصحاب کی دل میں محبت رکھنا--- اللہ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ کرنا--- غم و الم میں خدا سے ناامید نہ ہونا اور ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہنا--- دین اسلام میں اپنی طرف سے ایسی بات ایجاد نہ کرنا جس سے اسلام کی کسی بات کی مخالفت ہوتی ہو--- سنت کے راستہ پر چلنا--- اہل اللہ کے دامن کو تھامے رہنا اور ان سے روگردانی نہ کرنا۔

الغرض بے شمار اور امر و نواہی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان پر

Marfat.com

عمل کر کے اپنی آخرت سنواریں۔

سوال:۔ اسلام کے ارکان کتنے ہیں؟

جواب:۔ اسلام کے پانچ ارکان ہیں؟

۱۔ کلمہ طیبہ

۲۔ نماز

۳۔ زکوٰۃ

۴۔ حج

۵۔ روزہ

ان فرائض میں اصل الاصول' توحید و رسالت ہے باقی متعلقات ہیں۔

سوال:۔ ان کی مختصر تشریح بھی فرما دیجئے۔

جواب:۔ رکن اول کا تعلق ایمان سے ہے اور باقی ارکان کا تعلق اعمال سے ہے۔ ہر رکن میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ رکن اول **کلمہ شہادت** سے انسان' انسانیت کی بلند ترین منزل پر پہنچ جاتا ہے۔ رکن ثانی **نماز**' کفر اور اسلام میں فرق پیدا کرنے والی ہے اور رکن اول پر استقامت میں بے انتہا مددگار ـــــ رکن سوم **زکوٰۃ** سے انسانی معاشرے میں اعتدال اور خوش حالی پیدا ہوتی ہے اور دنیا سے تعلق رکھتے ہوئے بے تعلقی' جو عین مقصود اسلام ہے' پیدا ہوتی ہے ـــــ رکن چہارم **حج** سے عالمی اتحاد اور یک جہتی کے ساتھ ساتھ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے محبوب بندوں سے قربت ہوتی ہے جو بے حد مفید ہے ـــــ رکن پنجم **روزہ** سے نفسانی خواہشات میں اعتدال پیدا ہوتا ہے اور انسان اللہ کے قریب ہو جاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا۔

سوال:۔ دین اور شریعت میں کیا فرق ہے؟

جواب:۔ دین تو ایک ہی ہے یعنی اسلام البتہ شریعت بدلتی رہی ہے۔

Marfat.com

یہ تبدیلی قوموں کے مزاج اور زمانے کے تقاضوں کے تحت ہوتی رہی لیکن ایک شریعت کے نفاذ کے بعد دوسری شریعت کو منسوخ کیا جاتا رہا۔

شریعت کے معنی راستے کے ہیں' ایک منزل تک پہنچنے کے لئے یکے بعد دیگرے مختلف راہیں اختیار کی گئیں اور بالاخر منزل آ گئی اور شریعت اسلامیہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نافذ کر دی گئی۔

سوال:۔ بعض بزرگوں کی زبان سے ایک لفظ طریقت بھی سنا ہے' یہ کیا ہے؟

جواب:۔ دراصل طریقت' شریعت کی روح ہے جس طرح جسم اور روح الگ الگ نہیں اسی طرح شریعت و طریقت الگ الگ نہیں۔ اوامر و نواہی کی ظاہری اتباع کو شریعت کی پابندی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن جب تک اس اتباع میں روح اخلاص شریک نہ ہو اور عشق کامل دمساز نہ ہو حق اتباع ادا نہیں ہو سکتا۔ یہی اتباع دراصل طریقت ہے۔ یہ بات عالم و عارف کی صحبت میں پیدا ہوتی ہے' کتابوں سے پڑھ کر نہیں آتی اسی لئے قرآن کریم میں سورۂ فاتحہ میں بندوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ یہ دعا مانگو کہ ہم کو محبوبوں کے راستہ پر چلا۔ پس طریقت سے آگاہی کے لئے ضروری ہے کہ کسی خدا کے محبوب بندے کا دامن ہاتھ میں ہو۔

Marfat.com

ایمان و یقین

سوال:۔ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

جواب:۔ مسلمان وہ ہے کہ جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس سے لائے ہیں اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کو دل و زبان سے تسلیم کرے اس پر عمل کرے اور اس کے ہاتھ پاؤں سے لوگ محفوظ رہیں۔

سوال:۔ منافق کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ منافق وہ ہے جس کی زبان اقراری ہو اور دل باغی۔ بخاری شریف میں اس کی ان علامتوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ جب بولے' جھوٹ بولے۔

۲۔ جب وعدہ کرے' وعدہ خلافی کرے۔

۳۔ جب امین بنایا جائے' خیانت کرے۔

۴۔ جب لڑے' گالیاں بکے۔

سوال:۔ کافر و مشرک کون لوگ ہیں؟

جواب:۔ کافر وہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی لائی ہوئی چیز کا انکار کرے اور مشرک وہ ہے جو اللہ کی ذات و صفات میں دوسروں کو شریک کرے۔

سوال:۔ کیا کافر و مشرک کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ ملے گا؟

جواب:۔ اگر دنیا میں حاکم اپنے سرکش محکوم اور افسر اپنے سرکش ملازم کے نیک کاموں پر انعام دیتا تو شاید یہ ممکن ہوتا لیکن ایسا کبھی نہیں

Marfat.com

ہوا بلکہ ہزار نیکیوں کے باوجود سرکش و باغی انسان کو اس کی سرکشی اور بغاوت کی پوری پوری سزا دی گئی۔

سوال:۔ ایمان کس کیفیت کا نام ہے؟

جواب:۔ بخاری شریف میں ہے کہ "یقین کل کا کل ایمان ہے" یعنی ایمان یقین کی مخصوص کیفیت و حالت کا نام ہے جس کا مرکز و محور ذات الٰہی ہے—— مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ خدا کی وحدانیت کے ساتھ ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا زبان سے اقرار کرے اور دل سے تصدیق' احکام الٰہی بجا لائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل و جان سے پیروی کرے جو اقرار کرتا ہے اور تصدیق نہیں کرتا' منافق ہے اور اس کا حال کافر سے بدتر ہو گا—— جو زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق بھی کرتا ہے لیکن اس کے احکام بجا نہیں لاتا وہ فاسق ہے اور جو زبان سے اقرار کرتا ہے' دل سے تصدیق کرتا ہے اور احکام بھی بجا لاتا ہے مگر دین میں ایسی نئی بات نکالتا ہے جو معین شریعت نہیں بلکہ مخالف ہے وہ بدعتی ہے۔

سوال:۔ ایمان مجمل اور ایمان مفصل کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ (الف) ایمان **مجمل** یعنی ان باتوں کی تصدیق جن میں ضروریات دین کی کچھ تفصیل نہ ہو اور وہ یہ ہیں:

امنت باللہ کما ھو باسمائہ و صفاتہ و قبلت جمیع احکامہ

(ترجمہ) ایمان لایا میں اللہ پر جیساکہ وہ اپنے ناموں اور صفتوں کے ساتھ ہے اور میں نے قبول کئے اس کے تمام احکام۔

(ب) ایمان **مفصل** ان باتوں کی تصدیق جن میں ضروریات دین کی تفصیل موجود ہو اور وہ یہ ہیں:

امنت باللہ و ملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالی والبعث بعدالموت

(ترجمہ) ایمان لایا میں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی

Marfat.com

کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور اس پر کہ نیکی اور بدی کا اندازہ اللہ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھنے پر ایمان لایا۔

ان کلمات کے بعد وہ کلمے بھی کہنے چاہئیں جن میں اس کی مجبوریت اور پاکی وغیرہ بیان کی گئی ہے اور ان کی تصدیق کرنی چاہئے اور وہ مندرجہ ذیل چھ کلمے ہیں:

اول کلمہ طیبہ ـــــ اس کے بغیر انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(ترجمہ) نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔

دوسرا کلمہ شہادت

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ

(ترجمہ) میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تیسرا کلمہ تمجید

سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

(ترجمہ) پاک ہے اللہ تعالیٰ اور تمام تعریفیں اللہ کے واسطے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اور کوئی بھی قوت و طاقت بزرگ و برتر اللہ تعالیٰ (کی مدد) کے بغیر (میسر) نہیں۔

چوتھا کلمہ توحید

لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحی و یمیت و ھو حی لا یموت بیدہ الخیر و ھو علی کل شی قدیر

Marfat.com

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے۔ وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی نہ مرے گا۔ اسی کے ہاتھ میں ہر قسم کی بھلائی ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

پانچواں کلمہ استغفار

استغفر اللہ ربی من کل ذنب اذ نبتہ عمدا او خطاء سرا او علانیتہ و اتوب الیہ من الذنب الذی اعلم و من الذنب الذی لا اعلم انک انت علام الغیوب و ستار العیوب و غفار الذنوب و لا حول و لا قوہ الا باللہ العلی العظیم

(ترجمہ) میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے ہر گناہ سے جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر۔ چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اس گناہ سے جس کو میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے بھی جس کو میں نہیں جانتا (اے اللہ) بے شک تو عیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

چھٹا کلمہ رد کفر

اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک شیاء و انا اعلم بہ و استغفرک لما لا اعلم بہ تبت عنہ و تبرات من الکفر والشرک والکذب والغیبتہ والبدعتہ والنمیمتہ والفواحش والبھتان والمعاصی کلھا و اسلمت و امنت و اقول لا الہ اللہ محمد رسول اللہ

(ترجمہ) "اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ جانتے بوجھتے ہوئے تیری ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھہراؤں اور تیری حفاظت چاہتا ہوں اس بات سے کہ ناواقفیت اور لاعلمی کی حالت میں مجھ

Marfat.com

سے تیری جناب میں کسی شرک خفی کا ارتکاب ظہور میں آئے اپنی گذشتہ زندگی میں جو گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ان کی معافی چاہتا ہوں اور آئندہ کے لئے ہر چھوٹے بڑے گناہ سے اور خاص طور پر کفر' شرک' جھوٹ' غیبت' بدعت' چغل خوری' فحش کاری' بہتان طرزای اور افتراء پردازی اور ان جیسے دوسرے بڑے گناہوں سے بالخصوص بچنے کی توفیق تجھ سے طلب کرتا ہوں اور آخر میں زبان حال اور زبان قال سے تجدید ایمان کرتے ہوئے اقرار کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغمبر ہیں۔"

سوال:۔ کیا اخروی نجات کے لئے ایمان ضروری ہے؟

جواب:۔ جی ہاں ضروری ہے جس طرح دنیاوی معاملات میں دنیاوی حاکموں کے حکم پر چل کر ہی انسان ناگہانی مصیبتوں سے بچا رہتا ہے اور سرتابی کی صورت میں خواہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو عقوبت و سزا سے بچ نہیں سکتا اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس ایمان نہیں اور وہ دنیا بھر کی نیکیاں کرتا ہے تو یہ نیکیاں کسی حساب میں نہیں کہ اصل نیکی اطاعت و بندگی ہے۔

سوال:۔ کیا باطل کی قوتوں کے خلاف جہاد ضروری ہے؟

جواب:۔ باطل کی قوتوں کے خلاف جہاد جزو ایمان ہے۔ ممکن ہو ہاتھ سے جہاد کرے ورنہ زبان سے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے تو برا جانے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔

سوال:۔ کیا نیکی و بدی اور خیر و شر سب اللہ کی طرف سے ہے؟

جواب:۔ جی ہاں' سب اسی کی جانب سے ہے لیکن نیکی کو اس کی طرف نسبت دینی چاہئے اور بدی کو اپنی طرف۔۔۔۔ اس بات کو ایک مثال کے ذریعہ سمجھا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک حاکم اعلیٰ' ماتحت حاکم کو اختیار دیتا ہے اور وہ اس اختیار کو نیک کاموں کے بجائے برے کاموں میں صرف کرتا ہے' تو اب برے کاموں کی نسبت اس نافرمان ماتحت حاکم

Marfat.com

ہی کی طرف کی جائے گی لیکن جس اختیار سے وہ برے کاموں پر قادر ہوا وہ بہرحال حاکم اعلیٰ کا دیا ہوا تھا اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ اچھے اور برے کام حقیقتاً حاکم اعلیٰ کی طرف سے ہیں مگر کوئی معقول انسان حقیقتاً ان برے کاموں کا ذمہ دار حاکم اعلیٰ کو نہیں ٹھہرا سکتا۔

سوال:۔ آپ کہتے ہیں کہ انسان بااختیار ہے مگر بعض اوقات تو بالکل مجبور معلوم ہوتا ہے' تو آخر انسان مجبور ہے یا مختار؟

جواب:۔ انسان مجبور بھی ہے اور مختار بھی۔

سوال:۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ متضاد باتیں ایک چیز میں جمع ہو جائیں؟

جواب:۔ بالکل ممکن ہے۔ اس کو ایک مثال سے سمجھئے۔ مثلاً ایک حاکم اعلیٰ نے ماتحت افسر کو کچھ اختیارات دیئے وہ افسر ان اختیارات کی حدود میں یقیناً مختار ہے مگر حدود سے باہر مجبور ہے۔ پس اگر ماتحت افسر سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی ہے تو حاکم اعلیٰ اس غلطی کے بارے میں بازپرس کرے گا جو اس کے دائرۂ اختیار میں ہے اور یہ بازپرس کرنا عین تقاضائے عدل ہے۔

Marfat.com

اہل بیت و اصحاب

سوال:- اہل بیت میں کون کون سی ہستیاں شامل ہیں؟

جواب:- اولاد اور ازواج رسول علیہ الصلوۃ والسلام اہل بیت میں شامل ہیں۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اور حضرات حسنین علیہما السلام شامل ہیں۔ ازواج مطہرات بدرجہ اولیٰ اہل بیت میں شامل ہیں کیونکہ قرآن کریم میں ان کو مومنین کی مائیں قرار دیا گیا ہے۔

سوال:- کیا اہل بیت کی محبت حسن عاقبت کے لئے ضروری ہے؟

جواب:- بے شک ضروری ہے۔ ان کی محبت درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی محبت ہے اور ظاہر ہے آپ کی محبت پر حسن عاقبت کا دارومدار ہے۔

سوال:- حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا کیا مقام ہے؟

جواب:- آپ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ' حضرت مریم' حضرت آسیہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن افضل ترین عورتوں میں شمار کی جاتی ہیں۔

سوال:- حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مرتبے بھی بتا دیجئے۔

جواب:- حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازے ہیں اور حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے فرمایا ہے کہ وہ نوجوانان جنت کے سردار ہیں--- اور بھی احادیث آئی ہیں۔

Marfat.com

سوال:۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اہل بیت سے ہیں اور افضل ترین عورتوں میں آپ کا شمار ہوتا ہے لیکن بعض لوگ آپ پر لعن طعن کرتے ہیں۔

جواب:۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں بعض لوگوں نے آپ کو متہم کیا تھا لیکن قرآن کریم میں ان کے لئے سخت وعید آئی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ملعون قرار دیا جو آیات برات کے بعد بھی باز نہ آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شرافت و بزرگی پر قرآن کریم گواہ ہے اور اس سے بڑھ کر اور کس کی گواہی ہو گی؟

جو لوگ اب بھی لعن طعن کرتے ہیں وہ اس ناخلف اور سرکش اولاد کی مانند ہیں جو اپنی ماں سے بے زار ہے۔ قرآن کریم میں ازواج مطہرات کو مومنین کی مائیں قرار دیا ہے۔ **وازواجہ امھتھم**

(الحزاب ۶:۳۳)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مسلمانوں کی محبت کا مرکز ہے جس سے جتنا آپ کو تعلق ہے اس سے اتنی ہی محبت ہونی چاہیئے۔ یہ ایمان اور محبت کا تقاضا ہے۔ لیکن خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم جذبات نفسانی سے مغلوب ہو کر اس مرکز کو منتقل کرتے ہیں۔ پھر ہماری نگاہوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و الفت اوجھل ہو جاتی ہے۔

ازواج مطہرات کے لئے تو خود قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

"نبی کی بیویو! تم دوسری عورتوں میں سے کسی ایک کی مثل نہیں ہو۔ (یعنی عورتوں میں بے مثال ہو) (احزاب ۳۲-۳۴)

سوال:۔ بعض لوگ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں مجلسیں منعقد کرتے ہیں اور سینہ کوبی اور سینہ زنی کرتے ہیں اور آہ و بکا بھی کرتے ہیں۔ کیا یہ تمام چیزیں جائز ہیں؟

جواب:۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں مجلسیں

Marfat.com

منعقد کرنا تو بہت ہی اچھی بات ہے لیکن چونکہ خود اہل بیت اطہار نے سینہ کوبی اور سینہ زنی کی ممانعت فرمائی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی منع فرمایا ہے اس لئے یہ اچھی چیز نہیں' مسلمانوں کو اس عمل سے پرہیز کرنا چاہئے۔

وصال سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اور مجھے گریہ' فریاد اور نالہ سے آزار نہ دینا۔"

(ملا باقر مجلسی: حیات القلوب ص۱۰۵)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر خود حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا:

"یا رسول اللہ! اگر آپ نے صبر کا حکم نہ فرمایا ہوتا اور جزع فزع سے منع نہ کیا ہوتا تو ہم آج آنکھوں اور دماغ کا پانی رو رو کر خشک کر دیتے۔"

(نہج البلاغہ' جلد اول' ص۴۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی:

"اے فاطمہ! میری رحلت پر اپنا چہرہ نہ چھیلنا' گیسو پراگندہ نہ کرنا' واویلا نہ کرنا' نوحہ نہ کرنا' نوحہ کرنے والیوں کو نہ بلانا۔"

(حیات القلوب' ج۲' ص۵۳۸' ۸۵۲۔
جلاء العیون' ص۳۳۔ فروع کافی' ج۲' ص۲۲۸)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت فرمائی:

"جب میں شہید ہو جاؤں تو خبردار میرے غم میں گریبان چاک نہ کرنا اور نہ سینہ پیٹنا' نہ منہ پیٹنا۔"

(اولاد علی: ذبح عظیم' دہلی' ص۲۳۸)

Marfat.com

حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ملتا ہے:

"جو لوگ اپنی عورتوں کو ماتم و نوحہ کی مجالس میں جانے کی اجازت دیتے ہیں اور باریک کپڑا پہننے سے منع نہیں کرتے ایسے لوگوں کو اوندھا ڈال کر اور کھینچ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔"

(فروع کافی' ج۲' ص۲۲۳ بحوالہ جلاء العیون)

احادیث میں سینہ کوبی اور سینہ زنی کرنے والوں کے لئے بڑی وعید آئی ہے پھر آل رسول علیہ السلام اس کو کیسے جائز کر سکتی تھی۔ بخاری شریف اور مسلم شریف میں یہ حدیث ہے:

"وہ شخص امت محمدیہ سے خارج ہے جو اپنے گالوں کو پیٹے' گریبانوں کو پھاڑے اور جاہلیت کے بول بولے۔"

اسی طرح ایک اور حدیث مسلم شریف' بخاری شریف اور مشکوۃ شریف میں ملتی ہے جس میں نوحہ اور ماتم کرنے والوں اور سننے والوں پر لعنت کی ہے۔

فی الحقیقت مسلمان کو وہی راستہ اختیار کرنا چاہئے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم' اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کے عمل سے ظاہر ہے۔

حضرت امام رضا رضی اللہ عنہ نے خوب فرمایا ہے:

"دشمنوں کو معاف کرنا ہمارا کام ہے اور یہ ورثہ ہمیں آل یعقوب سے ملا ہے اور مصیبتوں پر صبر کرنا ہمارا شیوہ ہے جو آل ایوب سے ہم نے وراثت میں پایا ہے۔"

(فروع کافی: ج۳' ص۱۴۴' حیات القلوب' ج۱' ص۱۴۳' ۲۲۸)

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بڑی بے صبری کے کام یہ ہیں:

"واویلا کرنا' چیخنا' چہرہ اور سینہ کوبی کرنا' سر اور پیشانی کے

Marfat.com

بال نوچنا اور جس نے نوحہ و ماتم کرنے والوں کو لا کھڑا کیا اس نے صبر کو ترک کیا اور طریق اسلام کے خلاف اور طریقہ اختیار کیا اور جس نے صبر کیا اور اللہ کی تقدیر پر راضی رہا' وہ رحمت الٰہی کا سزاوار اور مستحق اجر ہوا اور جس نے صبر نہ کیا اس کے اعمال اللہ تعالیٰ ضائع کر دے گا۔"

(حیات القلوب' ج۲' ص۸۰۳' ۸۰۴' ۸۲۲)

مندرجہ بالا تمام احادیث اور اقوال آل رسول علیہ الصلوۃ السلام سے معلوم ہوتا ہے کہ سینہ کوبی و سینہ زنی بلکہ ہر وہ عمل جس سے بے صبری ظاہر ہوتی ہو آل رسول کے نزدیک اچھا نہیں۔

درحقیقت سینہ کوبی' سینہ زنی کرنا محبت نہیں بلکہ اپنی زندگی کو آل رسول علیہ الصلوۃ السلام کی زندگی کے سانچہ میں ڈھالنا سچی محبت ہے۔ پھر یہ بھی سوچنا چاہئے کہ سید الشہداء حضرت امام رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں جس مصیبت و تکلیف سے دوچار ہوئے وہ آنی تھی۔ اس کے بعد محبوبیت اور سیادت کا تاج آپ کے فرق مبارک پر رکھا گیا' ایسی حالت میں سینہ کوبی کرنا اور بھی نامعقول معلوم ہوتا ہے' ہاں وہ لوگ جنہوں نے آپ کو شہید کیا قیامت تک آہ و بکا کریں کہ انہوں نے وہ گناہ کیا ہے جس کا داغ دھل نہیں سکتا۔

اہل محبت میں اگر کوئی ماتم کرتا ہے تو اس کو سمجھایئے کہ اس کی نظر میدان کربلا سے آگے نہ بڑھی اور اس نے خاک و خون کربلا کی شفق سے آفتاب درخشاں ابھرتا ہوا نہیں دیکھا۔ اس سے کہئے کہ شب تیرہ کا ماتم نہ کرو' صبح فروزاں کو خوش آمدید کہو اور اس کی چمک سے خاکدان تیرہ کو چمکاؤ اور فخر سے دنیا کے سامنے کہو کہ ہم وہ ہیں جو ظلم و استبداد کے خلاف اٹھتے ہیں تو جان کو جان نہیں سمجھتے۔ ہم طوفان بن کر اٹھتے ہیں اور سیلاب بن کر چھا جاتے ہیں—— ہم حق گو ہیں' ہم حق

Marfat.com

آگاہ ہیں۔

سوال:۔ صحابی کسے کہتے ہیں؟

جواب:۔ جو شخص ایمان کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا ہو اس کو صحابی کہتے ہیں۔

سوال:۔ کیا ان سے محبت کرنا بھی ضروری ہے؟

جواب:۔ ہر اس شخص سے محبت کرنا ضروری ہے جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے محبت فرمائی۔

سوال:۔ کیا قرآن و حدیث میں بھی صحابہ کے لئے کچھ ہدایات آئی ہیں؟

جواب:۔ قرآن کریم میں مہاجر و انصار کے لئے آیا ہے' **رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ** یعنی اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے—— جب خدا ان سے راضی ہو تو پھر کسی کی کیا مجال ہے کہ ان سے ناراضگی کا اظہار کرے—— حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو صحابہ سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے محبت کرتا ہے اور جو دشمنی کرتا ہے وہ میری دشمنی کی وجہ سے دشمنی کرتا ہے جس نے ان کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے خدا کو تکلیف دی اور جس نے خدا کو تکلیف دی پس قریب ہے کہ خدا اس سے مواخذہ فرمائے۔"

(مشکوۃ شریف)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی محبت کو اپنی محبت اور صحابہ کی دشمنی کو اپنی دشمنی قرار دیا۔ اس لئے مسلمانوں کو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا پورا پورا احترام کرنا چاہئے۔

Marfat.com

سوال:۔ خلفاء اربعہ کن کن صحابیوں کو کہتے ہیں؟

جواب:۔ حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو خلفاء اربعہ کہتے ہیں۔

سوال:۔ مسلمانوں میں ایک فرقہ بعض خلفاء کے خلاف اور ان سے بدگمان ہے' کیا یہ بدگمانی صحیح ہے؟

جواب:۔ بدگمانی تو ایک معمولی مسلمان کے ساتھ بھی جائز نہیں چہ جائیکہ جلیل القدر خلفاء و صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ ہماری محبتوں کا مرکز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے جن سے آپ کو انسیت و محبت ہے اور جنہوں نے آپ کے ساتھ جانثارانہ برتاؤ کیا ہے وہ یقیناً محبت کے لائق ہیں اور ان کی محبت جزو ایمان ہے۔

خلفاء اربعہ کے درمیان بڑی چاہت اور محبت تھی اور اس کی وجہ یہی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب کا فداکارانہ تعلق تھا۔ حضرت علی کرم اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے فرمایا:

اما مان قاسطان عادلان کانا علی الحق و ما تا علی الحق۔

"یہ دونوں پیشوا عادل و منصف تھے' سچائی پر تھے اور سچائی ہی پر انہوں نے وصال فرمایا۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم' حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے لئے فرماتے ہیں:

و لعمری وا ان مکانهما لی الاسلام لعظیم۔

(شرح نہج البلاغہ لا بن میثم البحرانی ج۳' ص۴۸۶ طبع طہران ۶۷۹ھ)

ترجمہ : "اور مجھے اپنی زندگی کی قسم! یقیناً اسلام میں ان

Marfat.com

دونوں کا مقام بہت عظیم ہے۔"

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہ کے لئے فرمایا:

لو لا علی لھلک العمر

"اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو گیا ہوتا۔"

الغرض ان حضرات میں کوئی رنجش و کدورت نہیں تھی اور ہوتی بھی کیسے جب اسلام میں کینہ پروری کی سخت ممانعت ہے اور اس کے لئے سخت وعید ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ جو باتیں ان کے آپس میں نہ ہوں وہ خواہ مخواہ پیدا کر کے اپنی عاقبت خراب کرے۔

سوال:۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں بعض حضرات کو اعتراض ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ یہ اعتراض ان مسلمانوں کو ہونا چاہئے تھا جو آپ کے زیر خلافت رہے۔ کیوں کہ خلافت کا براہ راست تعلق انہیں سے تھا۔ اب کسی کا اعتراض کرنا ایسا ہی ہے جیسے عرصہ دراز کے بعد ایک ملک کا کوئی فرد صدیوں پہلے گزرے ہوئے کسی بادشاہ کے خلاف آواز بلند کرے۔ ایسا نامعقول انسان نظر نہیں آتا۔ پھر جیساکہ ابھی عرض کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ جلیل القدر صحابی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غار اس لئے مسلمان کو چاہئے کہ آپ پر اعتراض کر کے اپنی عاقبت خراب نہ کرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے لئے واضح ارشاد نہیں فرمایا لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا میلان طبع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کی طرف تھا۔ مندرجہ ذیل حقائق اس امر کی وضاحت کے لئے کافی ہیں:

۱۔ وصال سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا حضرت عباس

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی سالی حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے جو آپ کی زوجہ مطہرہ تھیں لیکن پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے آئے اور آخر وقت تک یہیں قیام فرمایا۔

۲۔ وصال سے قبل ضعف و نقاہت کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ امام بنایا چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اچانک وصال نہیں ہوا بلکہ آپ علیل رہے اور اس دوران میرے ہوتے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے امامت کرائی (یعنی اگر مجھے جانشین بنانا ہوتا تو قولاً' عملاً یا کم از کم اشارۃ کچھ فرماتے اس کے لئے علالت کا وقفہ کافی تھا لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا) اس لئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو مسلمانوں نے آپ سے بیعت کی اور میں نے بھی ان کے ساتھ بیعت کر لی **فبایعہ المسلمون و بایعتہ معھم**'

(کنزا لعمال' طبع قدیم' ج۶' ص۸۲ ملخصاً")

حیات القلوب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وصیت ملتی ہے جس کے راوی حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں:

"جو شخص میرے بعد والی امر ہو میں اسے خدا کی یاد دلاتا ہوں۔" (ص:۸۵-۱)

اس روایت سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ حتمی طور پر کسی کا نام نہ لیا تھا اور وہ جو واقعہ قرطاس کے پیش نظر اندیشہ ظاہر کیا جاتا ہے' بے حقیقت ہے کیونکہ اگر آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حق میں وصیت کرنی ہوتی تو ایام صحت میں ارشاد فرما دیتے' یہ بات اتنی معمولی نہ تھی کہ وقت وصال اس کا اظہار کیا جاتا۔ لیکن یہ شاہان عالم کی رسم کہن تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل نہ فرمایا۔

Marfat.com

سوال:- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کس بناء پر فضیلت حاصل ہے؟

جواب:- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کی کئی وجوہات ہیں من جملہ ان کے چند یہ ہیں:

۱۔ مردوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول فرمایا۔

۲۔ ہجرت کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی خدمت و رفاقت کے لئے منتخب فرمایا۔ آپ کی رفاقت کی شہادت خود قرآن پاک میں موجود ہے۔

۳۔ آپ کی صاحب زادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب زوجہ مطہرہ تھیں جن کے زانوں پر حضور علیہ السلام نے وصال فرمایا۔

سوال:- کیا خلفاء اربعہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ داریاں بھی تھیں؟

جواب:- جی ہاں' جیساکہ ابھی عرض کیا گیا' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات تھیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں یکے بعد دیگرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما رہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی بھی تھے یعنی ابو طالب کے .اجزادے۔

اگر یہ نسبتیں قدر و منزلت کے لائق ہیں تو پھر سب کی قدر و منزلت کی جانی چاہئے—— محبت میں حکومت و سیاست کو دخل نہیں' وہ ان

Marfat.com

چیزوں سے بے نیاز ہے' مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی محبت کو سیاست و حکومت میں آلودہ نہ کرے بلکہ پاک صاف رکھے۔

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ داماد رسول علیہ السلام نہ تھے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ ابھی ابھی عرض کیا گیا ہے کہ آپ داماد رسول علیہ الصلوۃ والسلام تھے۔ چنانچہ حیات القلوب میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی ازواج تھیں۔ (ج۲' ص۲۱۳' ۹۵۰' ۹۸۹) پہلی اور دوسری صاحبزادی کے عقد سے آپ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

سوال:۔ بعض لوگ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر لعن طعن کرتے ہیں' کیا یہ عمل صحیح ہے؟

جواب:۔ انسان کا نفس آزاد ہے جس پر چاہے لعن طعن کرے' لیکن یہ بڑی جرات کی بات ہے اور مسلمان کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی مسلمان پر لعن طعن کرے چہ جائیکہ صحابہ اور وہ بھی جلیل القدر صحابہ (معاذاللہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے دشمن پر لعنت نہ بھیجی اور یہ فرمایا کہ میں تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پس مسلمان کا عمل خصوصاً عاشق اہل بیت کا عمل سنت کے خلاف نہ ہونا چاہئے۔

دنیا میں ہزاروں مذاہب اور فرقے بستے ہیں مگر کوئی فرقہ ایسا نہیں جس نے دوسرے فرقہ کے اکابر پر لعن طعن کو اپنا شعار بنایا ہو۔ مسلمانوں کو مشرکین سے سخت اختلاف ہے لیکن نہ ان کی مجلسوں میں اور نہ ہماری مجلسوں میں دشنام طرازیوں اور لعن طعن کا کوئی سلسلہ ہے۔ یہی حال یہود و نصاریٰ کی محفلوں کا ہے۔ لعن طعن والی بات نامعقول بھی ہے اور ناشائستہ بھی اور جاہلانہ بھی۔ اسی لئے اس جدید دنیا میں ایسی نامعقولیت کہیں نظر نہیں آتی۔

اگر کوئی مسلمان اتنا تنگ نظر اور تنگ حوصلہ ہے تو اس کو غور کرنا

Marfat.com

چاہئے کہ ہر انسان اپنے ساتھیوں سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے اگر ہم نے صحابہ کو برا بھلا کہا (معاذاللہ) تو غیر مسلم سوال کرنے والا سوال کر سکتا ہے کہ جب رفیقوں کا یہ حال ہے تو ہم کیسے سمجھ لیں کہ وہ نبی محترم (صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا ہی تھا جیسا تم کہتے ہو؟ــــ گویا ہم اپنی ناعاقبت اندیشی سے اسلام کے ستونوں کو منہدم کر رہے ہیں اور ہمیں خبر تک نہیں۔ ہم پر لازم ہے کہ صحابہ کی عظمت کو اجاگر کریں کہ اسلام کی عظمت حضور صلی اللہ علیہ وسلم' اہل بیت اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے وابستہ ہے۔

سوال:۔ بعض لوگ خلافت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اولیت دیتے ہیں۔ کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ دور قدیم کا انسان طبعاً" وراثت پرست تھا اور اس ذہنیت نے شاہ پرستی کو جنم دیا تھا' ایک بادشاہ مرتا' اس کا بیٹا اس کا جانشین بنا دیا جاتا' اسلام نے شاہ پرستی اور وراثت پرستی کی اس سیاست کو ختم کیا' یہ بڑا انقلاب تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نرینہ اولاد زندہ نہ رہنے میں ایک حکمت جلیلہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو ممکن تھا کہ آپ کے بعد دستور قدیم کے مطابق آپ کے فرزند گرامی کو خلیفہ بنا دیا جاتا اس لئے جب کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طعنہ دیا کہ آپ "ابتر" ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں "ابتر" تو وہ ہیں کہ اب ان کی شاہ پرستی کی سیاست ابتر ہو چکی ہے اور دنیا نے دیکھا کہ وہ سیاست واقعی ابتر ہو چکی اور ہو رہی ہے۔

ممکن ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت کی اولیت میں یہی ذہنیت کارفرما ہو۔ بہرکیف مسلمانوں پر لازم ہے کہ خلفاء نے جس چیز کو اپنے لئے پسند نہ فرمایا اور خاموش رہے' ہم بھی خاموش رہیں اور خواہ مخواہ مدعی بن کر گمراہ نہ ہوں اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ان میں سے کسی کو عہدے کی تمنا نہ تھی' ان کی معاشرت اس پر گواہ ہے۔ جس کو

Marfat.com

لالچ ہوتا ہے وہ دوڑتا پھرتا ہے۔ یہ حضرات ان آلائشوں سے پاک تھے۔

مجتہد شیخ ابو منصور احمد بن علی الطبرسی نے اپنی کتاب احتجاج طبرسی میں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت اسامہ (رضی اللہ عنہ) نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے دریافت کیا "**فھل بایعتہ؟**" کیا آپ نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بیعت کر لی ہے؟ تو حضرت نے فرمایا "**فقال نعم**" ہاں بیعت کر لی ہے۔

(احتجاج الطبرسی' مطبوعہ مشہد ۱۳۰۲ھ' ص ۵۰)

اس لئے خلافت کے بارے میں جو لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اولیت دیتے ہیں وہ خود حضرت علی کی منشاء کے خلاف کرتے ہیں۔

Marfat.com

مجتہدین اولیا و علماء

سوال:- کیا مسلمان کے لئے تقلید ضروری ہے؟

جواب:- تقلید تو ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے بلکہ دیکھا جائے تو ہر انسان کے لئے ضروری ہے۔ دنیا کی تمام ترقیوں کا دارومدار اسی تقلید پر ہے اگر انسان تقلید نہ کرے تو اس کے لئے چلنا پھرنا، پہننا، اوڑھنا، کھانا پینا اور سوچنا اور سمجھنا مشکل ہو جائے۔ جب تقلید کے بغیر عام زندگی گزارنا مشکل ہے تو مذہبی زندگی کیسے گزاری جا سکتی ہے؟ قرآن حکیم میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، اس لئے مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ مجتہدین کرام کی تقلید کریں۔

سوال:- مجتہدین کون لوگ ہیں؟

جواب:- مجتہدین تو بہت گزرے ہیں مگر یہ چار مشہور ہیں یعنی:

۱۔ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ (آپ کے پیرو حنفی کہلاتے ہیں)

۲۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ (آپ کے پیرو شافعی کہلاتے ہیں)

۳۔ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ (آپ کے پیرو مالکی کہلاتے ہیں)

۴۔ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ (آپ کے پیرو حنبلی کہلاتے ہیں)

Marfat.com

مسلمان مختار ہیں جس امام کی چاہیں پیروی کریں۔

سوال:۔ کیا سب مجتہد حق پر ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں' سب حق پر ہیں کیونکہ سب ہی نے علوم قرآن و حدیث میں امکان بھر غور و فکر کر کے بڑی تحقیق سے مسائل نکالے ہیں اور اسلامی فقہ کو مرتب کیا ہے' یہ ان حضرات کا ہم مسلمانوں پر احسان عظیم ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق قرآن کریم جمع کیا' محدثین فقہاء نے حدیث و فقہ کی تدوین کی۔ ایسی مثال دوسرے مذاہب میں نہیں ملتی' کسی مذہب میں یہ اہتمام نہیں کیا گیا جو محدثین کرام اور فقہائے عظام نے کیا ہے۔

سوال:۔ کیا مجتہدین میں کسی نہ کسی کی پیروی ضروری ہے؟

جواب:۔ جی ہاں' ضروری ہے کیونکہ اتنا وقت کس کے پاس ہے کہ خود قرآن کریم میں غور و خوض کر کے مسائل نکالے اور پھر ان پر عمل کرے۔ آج کل تو قرآن پڑھنا مشکل ہو گیا ہے قرآن فہمی کی بات تو بہت اونچی ہے۔ اس کے لئے تقلید کے بغیر چارہ نہیں۔

سوال:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صرف قرآن حکیم تھا اور کوئی چیز نہ تھی تو پھر ہمارے لئے اتنے سارے دینی علوم کی کیا ضرورت ہے؟

جواب:۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دوسرے علوم کی اس لئے ضرورت پیش نہ آئی کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے جس کو جس مسئلے میں جب ضرورت پیش آئی پوچھ لیا لیکن عہد نبوی کے بعد اسلام کا حلقہ وسیع ہوا اور بہت سی عجمی قومیں مشرف باسلام ہوئیں اور اسلام کے خلاف دشمنوں نے ہاتھ پیر نکالے اور نئے نئے حوادث رونما ہوئے تو آئمہ مجتہدین اس طرف متوجہ ہوئے اور تفسیر' حدیث و فقہ کا ایک قابل قدر ذخیرہ فراہم کیا۔

Marfat.com

سوال:- اہل سنت و جماعت میں کون لوگ ہیں؟

جواب:- وہ مسلمان جو سلف صالحین کے راستے پر گامزن اور محبت و الفت اور جاں نثاری و فداکاری کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ثابت قدم ہیں۔

سوال:- کیا علوم ظاہری کے مقابلے میں علوم باطنی بھی ہیں' بعض لوگ انکار کرتے ہیں؟

جواب:- تنگ نظری کی بناء پر ہم ہر اس چیز سے انکار کر دیتے ہیں جس کو ہماری آنکھ نہیں دیکھتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس طرح بدن کے ہوتے ہوئے روح بھی ہے اسی طرح علوم ظاہری کے ساتھ ساتھ علوم باطنی بھی ہیں اور جس طرح علوم ظاہری سے ظاہری احوال ٹھیک ہوتے ہیں اسی طرح علوم باطنی سے باطنی احوال ٹھیک ہوتے ہیں۔ علم ظاہر تو ہر عالم کے پاس مل جاتا ہے مگر علم باطن ہر کس و ناکس کے پاس نہیں ملتا۔ اس کے حامل حضرات اہل اللہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل اللہ کی پہچان یہ ہے کہ ان کا ظاہر شریعت سے آراستہ و پیراستہ ہو' ان کا قول و عمل سنت کے مطابق ہو اور اعتقاد صحیح کے ساتھ ان کی صحبت میں اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت ہو۔ ایسا انسان میسر آجائے تو اس کے دامن سے وابستہ ہو کر علوم باطن حاصل کریں۔

سوال:- پیر کے لئے کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

جواب:- پیر کے لئے ضروری ہے کہ صحیح العقیدہ سنی ہو' علوم شریعت سے اتنا واقف ہو کہ ضرورت کے مطابق مسائل معلوم کر سکے۔ صاحب اجازت ہو اور اس کا سلسلہ طریقہ متصل ہو منقطع نہ ہو۔ پیر کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ تارک دنیا اور گوشہ نشین ہو' وہ ہنر پیشہ بھی ہو سکتا ہے' تاجر بھی ہو سکتا ہے' ملازم پیشہ والا بھی ہو سکتا ہے' حاکم و بادشاہ بھی ہو سکتا ہے' فقیر و مسکین بھی ہو سکتا ہے' یہ عطائے ربانی ہے جس

Marfat.com

کو جہاں چاہے نواز دے۔ ہاں جاہل ولی کامل نہیں ہو سکتا۔

سوال:۔ کیا ان حضرات کی پیروی بھی ضروری ہے؟

جواب:۔ جی ہاں' کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ان کی پیروی بھی ضروری ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ جس نے ان حضرات کی پیروی کی وہ خسارے میں نہیں رہا بلکہ زندگی میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ اس تاریخی حقیقت سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہو گی؟ اس کے علاوہ خود قرآن کریم میں سورۂ فاتحہ میں اس طرف متوجہ کیا گیا ہے ان کی پیروی عین منشائے ربانی ہے۔

سوال:۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اولیاء اللہ نے قرآن و حدیث سے تجاوز کیا ہے اور شریعت کے راستے سے ہٹ گئے۔ یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:۔ ہرگز ایسا نہیں' حقیقت حال یہ ہے کہ لوگوں کو اولیاء اللہ کی پہچان میں مغالطہ ہو گیا۔ انہوں نے اپنے معیار کے مطابق کسی کو ولی سمجھ لیا۔ پھر اس سے خلاف شرع امور دیکھے تو مشہور کر دیا کہ اولیاء اللہ نے قرآن و حدیث سے تجاوز کیا ہے حالانکہ جو قرآن و حدیث سے تجاوز کرے وہ ولی تو ولی مسلمان بھی نہیں رہتا۔

ہاں یہ بات ضروری ہے کہ بعض اوقات دیکھنے میں بعض باتیں خلاف شرع محسوس ہوتی ہیں لیکن حقیقت میں نہیں ہوتیں تو ایسے امور میں خاموشی اختیار کی جائے خصوصاً جب کہ یہ معلوم ہو کہ وہ شریعت پر سختی کے ساتھ قائم ہے اور اس سے کبھی خلاف شرع امر سرزد نہیں ہوا اور نہ اس نے کبھی خلاف شرع بات گوارہ کی۔

سوال:۔ کتنے اولیاء اللہ گزرے اور ان کے قائم کردہ مشہور سلسلوں کے کیا کیا نام ہیں؟

جواب:۔ اولیاء اللہ کا کوئی حد و شمار نہیں' اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کتنے اولیاء اللہ پیدا ہوئے' کتنے اب ہیں اور کتنے آئندہ ہوں گے۔

Marfat.com

فارسی' عربی اور اردو کی بے شمار کتابوں میں ان میں سے ہزاروں کے حالات لکھے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ ان کا مطالعہ کریں۔ کیونکہ نیک انسان کے حالات زندگی میں عجب تاثیر ہوتی ہے۔ جس طرح اس کی صحبت تاثیر سے خالی نہیں اسی طرح اس کے حالات بھی تاثیر سے خالی نہیں۔

مختلف اولیاء اللہ کی نسبت سے بے شمار سلاسل طریقت وجود میں آئے جن میں سے یہ چار مشہور ہیں:

قادریہ : یہ غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔

سہروردیہ: یہ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔

چشتیہ : یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔

نقشبندیہ : یہ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمتہ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔

مندرجہ بالا سلاسل میں یا کسی دوسرے سلسلے میں جہاں کہیں کوئی مرد کامل نظر آئے اس کے دامن سے وابستہ ہو جائے اور اس سے ہدایت حاصل کرے۔ جس طرح شاگردی اور تلمذ کے بغیر علم ظاہر نہیں ملتا اسی طرح بیعت و ارادت کے بغیر علم باطن نہیں ملتا مگر جس پر اللہ کا فضل ہو جائے۔

سوال:۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اولیاء اللہ انسان کی تقدیر پلٹ دیتے ہیں' یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟

جواب:۔ تقدیر تو اللہ ہی پلٹ سکتا ہے' ہاں یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض برگزیدہ بندوں کو لامحدود اختیارات سے نوازا ہے پس وہ ان

Marfat.com

اختیارات سے جس طرح چاہتے ہیں کام لیتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں سربراہ مملکت ماتحت وزیروں کو اختیارات دیتا ہے اور وہ ان اختیارات کو استعمال کرتے ہیں تو دیکھنے میں تو وہ صاحب اختیار معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں اختیار سربراہ مملکت ہی کا ہے۔ اسی طرح اختیار تو اللہ ہی کا ہے اب وہ جس کو چاہے اپنے کرم سے مختار بنا دے۔

سوال:۔ کیا دین اسلام میں تبلیغ ضروری ہے؟

جواب:۔ تبلیغ کی تو ہر وقت ضرورت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ' تابعین' تبع تابعین پھر صلحاء امت اور علماء اسلام نے اس فریضہ کو انجام دیا ہے۔ اگر حضرات صوفیاء اور علماء تبلیغ نہ فرماتے تو آج دنیا میں اسلام کو فروغ نہ ہوتا جو ہم دیکھ رہے ہیں' یہ انہیں کی کوششوں کی برکت ہے جس کو اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

سوال:۔ تبلیغ مشرکوں اور کافروں کو کی جائے یا مسلمانوں کو بھی؟

جواب:۔ حقیقی تبلیغ تو یہی ہے کہ کفار و مشرکین میں دین اسلام کو پھیلایا جائے لیکن اگر اتنی ہمت نہیں تو پھر ان مسلمانوں کی حالت درست کی جائے جو دین سے بیگانہ ہو گئے ہیں۔ یہ بھی ایک دینی خدمت ہے لیکن اس میں ذرا غرور اور گھمنڈ نہ ہونا چاہیے۔ جس کو اپنی نیکی پر غرور و تکبر ہوا وہ خدا کی نظر میں حقیر ہوا اور یہ بھی خیال رہے کہ علماء اہل سنت میں صحیح العقیدہ جو بھی عالم ہو اس کی کتابیں پڑھنی چاہئیں۔

سوال:۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اب مشرکوں کو تبلیغ کی ضرورت نہیں بلکہ مسلمانوں کو ہے' یہ بات کہاں تک درست ہے؟

جواب:۔ مشرکین کو تبلیغ کی تو ہر وقت ضرورت ہے۔ اس وقت تک جب تک کہ وہ کافر و مشرک ہیں۔ البتہ یہ بات الگ ہے کہ ہمتیں اتنی پست ہو گئی ہیں کہ کفار کے سامنے اسلام پیش کرتے ڈر لگتا ہے جو ضعف ایمان کی دلیل ہے اور اس پر یہ تاویل کہ اب ضرورت نہ رہی سخت بے حیائی کی بات ہے۔

Marfat.com

سوال:۔ کیا مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اہل و عیال کی ذمہ داریوں سے بے پرواہ ہو کر تبلیغ کے لئے نکلیں؟

جواب:۔ پہلے اہل و عیال کی خبر لو' والدین ضعیف ہیں تو ان کی خدمت بہت ضروری ہے' یہ مذہب سے الگ کوئی چیز نہیں' عین مذہب ہے مگر بہت سے لوگ اس کو سمجھتے نہیں اور بے عقلی کی وجہ سے اس کو دنیا کی باتیں سمجھتے ہیں وہ شخص جو بال بچوں اور والدین کی خدمت سے بے نیاز ہو کر تبلیغ کے لئے نکلا وہ گنہگار ہے۔ ہاں اگر ان ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو چکا ہے تو بے شک' تبلیغ کے لئے جائے اور اہل اللہ اور صلحائے امت نے جو صراط مستقیم دکھایا ہے اس کی طرف بلائے اور خود اس پر چلنے کی کوشش کرے اور جو لوگ ساتھ چلنے پر آمادہ ہوں تو ان سے پوچھ لے کہ ان پر شریعت کی کوئی اور ذمہ داری تو نہیں تاکہ نہ وہ گنہگار ہوں اور نہ ان کے رفیق سفر گنہگار ہوں۔ ہاں محلے والوں اور پڑوسیوں کو بہرصورت تبلیغ کرنی چاہئے اس کے لئے کوئی شرط نہیں بلکہ یہ ایک دینی فرض ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

Idara-e-Mas'udia, Karachi

Marfat.com

Idara-e-Mas'udia, Karachi

Marfat.com